إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء · عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۳

الله اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت فی پرچہ ۱؎ | قیمت سالانہ پیشگی ۶؎

نمبر ۴۴	مؤرخہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء	یوم جمعہ	مطابق ۲۶ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۸ھ	جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے بعافیت صحت ہیں ٭

احمدیہ ٹورنامنٹ جو ہرسال قادیان میں ہوتا ہے۔ امسال ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء سے شروع ہوکر یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء کو ختم ہوگا۔ نواب عبداللہ خان صاحب اس کے مہتمم ہیں۔ مختلف کھیلیں۔ والی بال۔ فٹ بال۔ ہاکی۔ رسہ کشی۔ ہیوٹ شو وغیرہ کھیلی جائیں گی ٭

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ۲۴ نومبر کی صبح چند روز کی رخصت پر تشریف لائے۔ اور ۲۵ کو اپنی بچی طیبہ کی آمین کرائی اس تقریب پر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی۔ ۲۶ نومبر جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے نور ہسپتال میں ثوبت سے مریضوں کا معائنہ کیا ٭

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی لاہور بھیجے گئے ہیں جہاں آپ جماعت کی تربیت وتبلیغ کے لئے کچھ عرصہ ٹھہرینگے ٭

اخبار احمدیہ فلسطین وشام

ایک پادری کا مباحثہ سے فرار

برادرم نیر الحفنی نے بودان میں ایک پادری سے گفتگو کی۔ اور اُسے مجھ سے تحریری بحث کے لئے کہا۔ نیز مجھے لکھا۔ کہ مسئلہ الوہیت مسیح اور موجودہ اناجیل الہامی ہیں پر سوالات لکھیں۔ اس پر میں نے ایک طویل خط لکھا۔ جس میں ضرورت بحث بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل سوالات کئے۔ (۱) کیا مصنفین اناجیل نے یہ دعوے کیا ہے۔ کہ ہم یہ کتابیں الہام سے لکھ رہے ہیں۔ (۲) آپ ہر انجیل سے ایک ایک عبارت ایسا پیش کریں۔ جس میں یہ دعوے ہو۔ کہ یہ الہامی ہیں۔ (۳) کیا مسیح علیہ السلام نے خود الٰہ ہونے کا دعوے کیا۔ (۴) کیا الوہیت ہر وقت مسیح میں پائی جاتی تھی۔ یا کبھی اس سے جُدا بھی ہو جاتی تھی۔ اس کے متعلق مسیح کا اپنا قول بیان کریں۔ (۵) اناجیل سے وُہ دلائل تحریر کریں۔ جن سے مسیح کی الوہیت ثابت ہوتی ہو ٭

ان سوالوں کا جواب ملنے پر میں انجیل سے وُہ دلائل تحریر کروں گا۔ جن سے مسیح کا محض بشر رسول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس بحث کے خاتمہ پر اسلام کے جس مسئلہ کے متعلق مجھ سے بحث کرنا چاہیں۔ بخوشی خاطر تیار ہوں۔ اور اگر قرآن مجید اور اناجیل کی تعلیم کا جو انسان کے حالات ثلاثہ طبعی۔ اخلاقی۔ روحانی کے متعلق ہو مقابلہ کرنا پسند کریں۔ تو اُس کے لئے بھی مستعد ہوں۔ اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں۔ کہ جو اچھی تعلیم آپ انجیل سے پیش کریں گے۔ اس سے اعلےٰ میں قرآن مجید سے ثابت کرونگا۔ جب یہ خط اس پادری کے پاس پہونچا۔ تو اس نے مباحثہ سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ رسالہ بشائر الاسلام میں اس کا جواب شائع ہوگا۔ چنانچہ رسالہ بشائر الاسلام کے ایڈیٹر نے ماہ اکتوبر کے رسالہ میں میرا خط درج کرکے یونہی اِدھر اُدھر کی باتیں جواب میں لکھیں۔ اور آخر میں مجھ سے یہ خواہش کی۔ کہ میں اس کا

جواب لکھنے کی تکلیف نہ کروں۔ میں نے اسے خط تحریر کیا ہے۔ کہ میں اس کا رد لکھوں گا۔ آپ مجھے مطلع فرمائیں۔ شائع کریں گے یا نہیں۔ پندرہ روز ہو گئے ہیں۔ ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔

پادریوں کے مقابلہ کے لئے

جب میں دمشق میں تھا۔ تو انچارج مشن پادری الفریڈ نلسون ڈانیمرکی سے میرا ایک زبردست تحریری مباحثہ ہوا تھا۔ اُسے عنقریب جماعت شام طبع کرانے والی ہے۔ نیز میں نے ایک نئی کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام البرهان الصريح لابطال الوهية المسيح رکھا ہے۔ اس میں ابطال الوہیت مسیح پر اچھی طرح روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ بھی مباحثہ کے چھپنے کے بعد طبع کرائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

مشائخ سے سوالات

ایک شامی السید عزت المرادی نے مجھ سے مندرجہ ذیل سوالات کا جواب طلب کیا تھا۔ (۱) کیا عیسیٰؑ وفات یافتہ ہیں۔ (۲) آیا مسیح موعودؑ کا منکر کافر ہے؟ (۳) امکان نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت اور کیا قرآن مجید کے خلاف روایات موجود ہیں؟ ان کا تفصیلی جواب میں نے تحریر کر کے روانہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے یہی سوالات مشائخ شام و مصر کو لکھ کر روانہ کئے ہیں۔ ان کی طرف سے ابھی تک انہیں جوابات نہیں ملے۔

نئے احمدی

دو تین ماہ سے فلسطین آماجگاہ فتنہ و فساد ہے۔ آئے دن مظاہرات اور لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس کا ضروری نتیجہ تھا کہ لوگ دینی امور کی طرف سے اپنی توجہ پھیر لیں خصوصاً وہ جو اپنے آپ کو رسمی طور پر دین کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اب مظاہرات میں قمر اور صلیب کو اکٹھا بلند کیا جاتا ہے۔ اور مسلمان مظاہرہ کے وقت گرجہ کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ تا اتحاد میں فرق نہ آئے۔ اس لئے ان ایام میں زیادہ تر تبلیغ تحریری ہی ہوتی ہے۔ اور مندرجہ ذیل تین اشخاص بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ محمد سعید خبیتا [illegible] سے اور عبد المجید الیوسف باقی النمر بیروت سے اور سلیمان [illegible] سے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔

مصر کا سفر

سالانہ رپورٹ میں میں نے اس سال کے پروگرام میں مصر کا تبلیغی دورہ کرنے کا بھی ذکر کیا تھا۔ کہ وہاں کے حالات کا تبلیغی نقطہ نگاہ سے مطالعہ کروں۔ چنانچہ اب میں نے سفر کا عزم کر لیا ہے۔ اور اس رپورٹ کے چھپنے کے وقت میں انشاء اللہ تعالیٰ مصر میں ہوں گا۔ احباب سے دعا کے لئے درخواست ہے۔ کہ وہاں بھی اللہ تعالیٰ کامیابی کا رستہ کھول دے اور ایک مخلص جماعت پیدا کر دے آمین خاکسار جلال الدین شمس از حیفا۔

چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق جماعت قادیان کی سرگرمیاں

جلسہ سالانہ کی تحریک اس سال چونکہ ایک غلطی کی وجہ سے وقت پر نہیں ہو سکی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جماعت کے پچھلے سالوں کے چندے کو دیکھ کر اور اس کی مالی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے خود اپنے قلم سے اس کے لئے ایک رقم مقرر فرما دی ہے۔ جس کی اطلاع ہر ایک جماعت اور بعض ان اصحاب کو جن کے کھاتے بیت المال میں ہیں۔ دے دی گئی ہے۔

جماعت قادیان اندر ضلع گورداسپور کے ذمہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۳۵۰۰ روپے کی رقم مقرر فرمائی ہے جسے پورا کرنے کے لئے لوکل جماعت نے محلہ وار وفد بنا کر چندہ کی وصولی کا انتظام کیا ہے اور اس وقت تک دفتر بیت المال میں وعدوں کی جو فہرستیں پہنچ چکی ہیں۔ ان کی میزان کل رقم کے نصف کے قریب ہے اور ابھی مکمل فہرستیں نہیں پہنچیں۔ چونکہ قادیان کے احباب نے وعدے ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہوئے لکھائے ہیں۔ جن کی وصولی بھی ہو رہی ہے۔ اور مقررہ رقم کے پورا کرنے کے لئے بلکہ اس سے زیادہ کرنے کے لئے پوری کوشش اور سعی کی جا رہی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان احباب کے نام شائع کر دئے جائیں۔ جن کے وعدے ان کی ماہوار آمدنی کا ۱/۵ یا ۱/۲ حصہ ہیں۔

کارکنان کی فہرست

خان صاحب ذو الفقار علی خان صاحب۔ ناظر اعلیٰ ۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے کارکن: شیخ یوسف علی صاحب مولوی قمر الدین صاحب۔ منشی محمد امین صاحب۔ سید علی احمد صاحب ۔ دفتر بیت المال کے کارکن: عبد المغنی خان ناظر بیت المال۔ منشی برکت علی خان صاحب۔ سید محمد علی شاہ صاحب ۔ کارکنان ہائی سکول:۔ قاضی محمد عبد اللہ صاحب۔ صوفی غلام محمد صاحب۔ ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی۔ حکیم عبد العزیز صاحب۔ ماسٹر حسین خان صاحب۔ سید محمد اسماعیل صاحب۔ ماسٹر نور الٰہی صاحب۔ اور میاں محمد الدین صاحب مالی کا وعدہ پچاس فیصدی کی شرح سے ہے ۔ کارکنان مدرسہ احمدیہ: شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر۔ مولوی غلام نبی صاحب مولوی فاضل ۔ کارکنان گرلز سکول: چوہدری غلام محمد صاحب بی اے۔ ہیڈ ماسٹر۔ استانی میمونہ بیگم صاحبہ۔ امنہ بیگم صاحبہ۔ حمیدہ بیگم صاحبہ۔ عنایت بیگم صاحبہ

محلہ دار الفضل

ملک نور الدین صاحب۔ سردار کرم داد خاں صاحب۔ بھائی حاکم الدین صاحب۔ میاں بوٹا صاحب دکاندار۔ بابو فقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر قادیان۔ کپتان عبد الکریم خان صاحب۔ سید عزیز الرحمٰن صاحب۔ عبد الرحمٰن و محمد عبد اللہ صاحبان ٹھیکیداران بھٹہ۔ پیر محمد یوسف صاحب ٹھیکیدار بھٹہ

محلہ دار الرحمت

میاں محمد الدین صاحب۔ منشی امام الدین صاحب۔ منشی محمد اسماعیل صاحب۔ ملک نادر خاں صاحب۔ شیخ محمد اکرام صاحب۔ میاں فضل حق صاحب۔ میاں فضل الدین صاحب۔ میاں ایوب احمد سٹیشن ماسٹر افریقہ رخصتی۔ مستری مہر اللہ صاحب۔ حافظ محمد اسحاق صاحب۔ ملک غلام حسین صاحب۔ بابو نور احمد صاحب چوغطہ۔ مولوی فضل الٰہی صاحب۔ بھائی محمود احمد صاحب۔ ڈاکٹر فضل الدین صاحب۔ مستری غلام محمد صاحب۔

محلہ دار العلوم

منشی عبد الحق صاحب کاتب۔ میاں عبد الواحد صاحب۔ بابا خیر محمد صاحب

نظارت بیت المال ان احباب کا نیز دوسرے احباب کرام کا بھی جن کے وعدے یا موصولہ رقم ۲۰ فیصدی سے کم ہے۔ شکریہ ادا کرتی ہوئی گذارش کرتی ہے۔ کہ اپنے وعدے جلد سے جلد پورے کئے جائیں۔

ناظر بیت المال۔ قادیان

ہفتہ وار انگریزی اخبار سٹار

اس نام کا ایک انگریزی ہفتہ وار اخبار زیر ادارت عزیز احمد صاحب بعض معزز مسلمانوں نے جاری کیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں اسلامی سیاسیات پر بحث کر کے پختہ رائے قائم کی جائے۔ مضامین کئی ایک معزز لیڈران کے مندرج ہوتے ہیں۔ حجم ۲۰ صفحہ۔ قیمت سالانہ ۱۲/ ملنے کا پتہ منیجر صاحب "سٹار" ہیولٹ روڈ۔ الہ آباد۔

معذرت

دہلی سے واپسی کے واسطے میں نے ایک پروگرام بنا کر بہت سے احباب کو اطلاع کی تھی۔ کہ وہ اسٹیشن پر مل سکتے ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بعض وجوہات سے وہ پروگرام قائم نہ رہ سکا۔ اور اُن گاڑیوں میں عاجز سوار نہ ہو سکا۔ افسوس ہے۔ کہ احباب کو ناحق تکلیف ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ یاد زندہ صحبت باقی۔

عاجز محمد صادق عفا اللہ عنہ ناظر امور عامہ و خارجہ قادیان

انجمن احمدیہ عباداں کے عہدہ دار

۱۶ نومبر ۱۹۲۹ء کے اجلاس میں حسب ذیل عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں آیا:۔

۱۔ فیروز بخت خان جنرل سیکرٹری ۲۔ محمد عبد اللہ صاحب سیکرٹری تبلیغ

۳۔ شیخ رحمت اللہ صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت ۴۔ میاں محمد رفیق صاحب محاسب

۵۔ ملک محمد حسین صاحب آڈیٹر ۶۔ شیخ حبیب اللہ صاحب لائبریرین

خاکسار فیروز بخت خان جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ عباداں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

کیا مسلمان مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہو سکتے

حال ہی میں ہندو نوجوانوں کی ایک کانفرنس امرت سر میں زیر صدارت ڈاکٹر منجے منعقد ہوئی ہے۔ اس کا ذکر کرتا ہوا اخبار "ملاپ" (۲۰۔ نومبر) لکھتا ہے:۔

"اس کانفرنس نے باقی ہندوستان کے لئے یہ مثال قائم کر دی ہے۔ کہ ہندوؤں کے اندر خواہ عقائد کے لحاظ سے کتنے ہی اختلافات ہوں۔ وہ ایسے اہم مسائل پر غور و خوض کرنے کے لئے جو کہ ہندو جاتی کے موجودہ و مستقبل مفاد پر اثر انداز ہوتے ہیں ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتے ہیں۔ اور آزادانہ طریق پر کسی قسم کی دل آزاری کے بغیر اظہار خیالات کر سکتے ہیں"

ہندو پہلے ہی کافی طور پر زمانہ شناس ہیں۔ اور خواہ ان میں کس قدر داخلی اختلافات ہوں۔ دوسروں اور خاص کر مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ سب ایک ہو جانے کی قدر و قیمت خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ لیکن جب سے وہ "سوراجیہ" کے خواب دیکھنے لگے ہیں۔ بڑے سے بڑے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہو چکے ہیں۔ اور اب تو یہ نظارہ نظر آتا ہے۔ کہ ویدوں کو ماننے والے اور نہ ماننے والے ایشور کی ہستی کا انکار کرنے والے اور اقرار کرنے والے۔ غیر اقوام سے چھوت کرنے والے اور نہ کرنے والے۔ گائے کا شوربا پینے والے اور ذبیحہ گائے کے خلاف شور مچانے والے سب کے سب اپنے متحدہ فوائد کے لئے پہلو بہ پہلو کھڑے ہیں۔

مسلمانوں کو ایک عرصہ سے متحدہ اغراض کے لئے متحد ہو کر کوشش کرنے کی تلقین حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ اور بڑی حد تک وہ اس کی اہمیت کا اعتراف بھی کر چکے ہیں۔ لیکن افسوس اپنے عمل سے اس کا بہت کم ثبوت دے رہے ہیں۔ عام جلسوں اور اخباروں میں بڑے زور و شور سے مسلمانوں کو تلقین کی جاتی ہے۔ کہ وہ فروعی اور فرقہ وارانہ اختلافات کو اس قدر طول نہ دیں۔ کہ مشترکہ و متحدہ مقاصد کے لئے بھی مل کر کام نہ کر سکیں۔ لیکن ابھی تک اس کا کوئی زیادہ خوش کن نتیجہ رونما نہیں ہوا مسلمان اپنے اپنے مخصوص اعتقادات اور خیالات کی تبلیغ و اشاعت کریں۔ اپنی نمایاں خصوصیات قائم رکھیں۔ اور اپنی جماعتی اغراض نظر سے اوجھل نہ ہونے دیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ان باتوں کو اپنے لئے وجہ بغض و عناد بنا لیں۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نظر آئیں۔ اور کسی نقطہ پر بھی متحد ہونا ناممکن سمجھیں بلکہ جو مذہبی اور ملکی امور ان کے ساتھ بحیثیت مسلمان کہلانے کے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا اثر ہر ایک مسلمان پر خواہ وہ کسی فرقہ اور کسی جماعت کا ہو۔ یکساں پڑتا ہے۔ اور جن میں کامیابی ہر مسلمان کہلانے والے کے لئے مفید اور فائدہ بخش ہو سکتی ہے۔ ان میں انہیں مل کر جد و جہد کرنی چاہیئے۔ اور اتحاد و اتفاق کا وہ نمونہ دکھانا چاہیئے۔ جو کسی اور قوم میں نہ پایا جاتا ہو۔ اگر ہندوؤں کے مختلف فرقے اپنے عقائد میں زمین و آسمان کا اختلاف رکھتے ہوئے متحد ہو سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے مسلمان مشترکہ مقاصد کے لئے اتحاد نہ کر سکیں۔ ہندو تو اگر آپس میں متحد نہ ہوں۔ تو بھی اُن کے ہر ایک فرقہ کی اتنی زیادہ تعداد ہے۔ کہ وہ اکیلے اکیلے مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن وہ بہت کچھ متحد ہونے کے باوجود اپنے اتحاد کو اور زیادہ مضبوط بنا رہے ہیں۔ پھر مسلمان کیوں غفلت میں پڑے ہیں اور کیوں اپنی کامیابی کے لئے مشترکہ امور میں اتحاد کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ہندوستان میں ملکی اور سیاسی انقلاب اس سرعت سے ترقی پذیر ہے۔ کہ وہی قومیں اپنی زندگی اور باعزت زندگی قائم رکھ سکیں گی۔ جو تفرقہ و انشقاق سے محفوظ ہو کر اپنی طاقت اور قوت سے اجتماعی طور پر کام لیں گی۔ اور جو قوم ایسا نہ کرے گی۔ وہ خس و خاشاک کی طرح بہ جائے گی۔ ہر ایک مسلمان کو اچھی طرح یہ بات سُن لینی چاہیئے۔ اور نہ صرف خود اسے زیر عمل لانے کے لئے ہر ممکن طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ بلکہ جو لوگ اس میں کسی طرح روکاوٹ کا باعث ہوں۔ انہیں بھی اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

کون سچا ہے؟ گورو یا چیلہ

آریہ اخبار "ملاپ" (۲۰۔ نومبر) میں ایک آریہ مہاشہ "شری پنڈت شری رام جی کمبھیہ ادھشٹاتا بندرابن گوروکل" کی طرف سے "رشی دیانند کی جنم بھومی کے درشن" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے:۔

"اب کی یاترا میں ایک خصوصیت ہے۔ میری اس یاترا سے [illegible] آریہ سماج کے بانی رشی دیانند کی جنم بھومی کاٹھیاواڑ اور ان کے جنم استھان ٹنکارا اور وہاں کے مشہور گیان مندر کا تعلق ہے"

گویا "لیکھک مہاشہ" نے ٹنکارا کو "رشی دیانند کا جنم استھان" قرار دے کر اس جگہ کے مفصل حالات لکھے ہیں۔ حتیٰ کہ "رشی کے سمبندھیوں سے ملاقات" کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ خود "رشی دیانند" بانی آریہ سماج نے اپنے ہاتھ سے جو اپنے سوانح حیات لکھے ہیں۔ اور جو لیکھرام مقتول کے مصنفہ جیون چرتر میں درج ہیں۔ ان میں رشی دیانند لکھتے ہیں:۔

"گجرات دیش میں ایک راج استھان ہے۔ اس کی سرحد پر مچھو کانٹھا ندی کے کنارے ایک موروی شہر ہے۔ وہاں سمت ۱۸۸۱ بکرمی میں میرا جنم ہوا"

رشی دیانند تو اپنا "جنم استھان" موروی بتاتے ہیں۔ مگر "شری پنڈت شری رام جی کمبھیہ ادھشٹاتا" کی تحقیق ہے کہ آپ کا "جنم استھان" ٹنکارا ہے۔ حتیٰ کہ آپ وہاں آپ کے "سمبندھیوں سے ملاقات" بھی کر آئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ ان دونوں میں سے سچا کون ہے۔ گورو یا چیلہ۔

جس شخص کے جنم استھان کے متعلق زمانہ قریب میں ہی اس قدر اختلافات موجود ہوں۔ محقق اس کی سابقہ زندگی اور لائف کا مطالعہ کر کے کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ وہ کس رنگ میں گذری۔ حالانکہ دوسروں کی اصلاح کا مدعی بن کر کھڑے ہونے والے کی ابتدائی زندگی کے حالات جاننے نہایت ضروری ہیں۔

گورو کا نہ نام و نشان چیلے کا نہ نام و نشان

عجیب اتفاق ہے۔ نہ صرف سوامی دیانند کا جنم استھان اور ابتدائی حالات ہی تاریکی میں ہیں۔ بلکہ ان کے گورو سوامی ورجانند کے متعلق بھی سراغ نہیں ملتا۔ کہ وہ کہاں پیدا ہوئے۔ اور اُن کی ابتدائی زندگی کیسے گذری۔ سُنی سنائی باتوں پر یقین کر کے آریہ سماج نے ایک مقام گنگا پور نامی کو ان کا جنم استھان فرض کر لیا ہے۔ اور اب ان کی یادگار میں وہاں ایک "دھارمک میلہ مقرر کرنے" کا آریہ سماج کرتارپور نے "آندولن اٹھایا" ہے۔ آریہ اخبار "پرکاش" (۱۷۔ نومبر) لکھتا ہے:۔

"اس کے سلسلہ میں یہ نشچے کرنے کے لئے کہ سوامی ورجانند کا جنم استھان کونسا گنگا پور ہے۔ آریہ سماج نے ایک چھوٹی سی تحقیقاتی کمیٹی بنائی تھی"

اس "تحقیقاتی کمیٹی" نے لکھا ہے:۔

"سمت ۱۹۰۱ بکرمی میں پنڈت دھرم چند (ورجانند کے بھائی) اپنے پتا نارائن دت کے پھول لے کر ہردوار گئے۔ اور بہی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت تک ان کی رہائش گنگا پور میں تھی۔ اس کے آگے اس خاندان کا پتہ نہیں چلتا۔ نہ اس کا کوئی آدمی کرتارپور میں ہے۔ تاہم تحقیقات جاری ہے۔ اور امید ہے۔ کہ جلد کُل حالات معلوم ہو جائیں گے"

سمجھ میں نہیں آتا [illegible] حالات [illegible]

...بقہ حالات زندگی جتنے کہ اپنی جائے ولادت وغیرہ کو نامعلوم ...نیا پر اندھیرے میں رکھنا ضروری سمجھا۔ تو آج آریہ کیوں ان کا ...ج لگانے کے درپے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو۔ کہ وہ سمجھتے ہیں ...ستہ دیانند اور ان کے گورو کے رازدارانہ حالات جاننے والے ...چکے ہونگے۔ اور اس وجہ سے اُن کے لئے کوئی خطرہ باقی نہ ہو گا۔ ...نہ اگر آریوں کو اپنے سوامی اور ان کے خاندان کے سابقہ حالات ...لوم کرنے کا ایسا ہی شوق تھا۔ تو کیوں نہ انہوں نے اُن کی زندگی میں ...ن سے دریافت کر لئے۔ اور اگر وہ بتانے سے دریغ کرتے تھے۔ تو ...یوں نہ اُن کی وفات کے معاً بعد اس کے لئے جدوجہد کی۔ اب ...بلکہ انہیں جاننے والے مر کھپ گئے ہیں۔ دریافت حالات کی ...دوجہد کیا معنی رکھتی ہے ⁂

حکمران کابل نادر شاہ کے متعلق افوا

کابل کے ... ملک میں کسی حکمران کا قتل ہو جانا پہلے ہی کوئی غیر متو[قع] بات نہ تھی۔ لیکن کچھ عرصہ [illegible] وہاں جو بدامنی پھیلی رہی ہے۔ اور لوگ قتل و غارت اور لوٹ مار میں مصروف رہ چکے ہیں۔ اس کے لحاظ سے ایک حکمران کے لئے خواہ وہ نادر شاہ ہی کیوں نہ ہو۔ خطرات کا بہت زیادہ امکان ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب حال میں یہ افواہ پھیلی کہ نادر شاہ کو کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ تو گو رنج اور افسوس طاری ہو گیا۔ لیکن اسے کوئی زیادہ غیر متوقع نہ سمجھا گیا۔ اب جبکہ صحیح ذرائع سے اس کی تردید ہو چکی ہے۔ کابل میں امن و امان اور باقاعدہ حکومت قائم دیکھنے والوں کے لئے خوشی کا مقام ہے لیکن اس خوشی پر اطمینان اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب خطرات کے بادل جو ابھی تک بہت کچھ گھرے ہوئے ہیں۔ پھٹ جائیں۔ اور مطلع صاف ہو جائے۔ بے شک اس کے لئے ایک عرصہ کی ضرورت ہے لیکن کام کی مشکلات کے علاوہ بعض اور لحاظ سے بھی اس میں بہت بڑے خطرات نظر آتے ہیں ⁂

ہندوستان کی غلامی کا باعث ہندو ہیں

ہندوستان کی غلامی کی تمام تر ذمہ داری اسی قوم پر عائد ہوتی ہے جس نے اپنے عمل سے۔ سلوک سے اور ہر قول و فعل سے ملک میں فرقہ داری۔ غیریت۔ بیگانگی اور جذبات نفرت کو ترقی دے کر ایسی صورت پیدا کر رکھی ہے۔ کہ ایک قوم دوسری۔ کو۔ بالکل الگ تھلگ سمجھتی اور مکمل طور پر جداگانہ حیثیت دیتی ہے۔ بھلا سوچنے کی بات ہے، ایک مسلمان اور غیور مسلمان کس طرح گوارا کر سکتا ہے۔ کہ ایک ایسے شخص کے دوش بدوش کھڑا ہو کر جو اُسے ناپاک۔ اچھوت اور ذلیل سمجھتا ہے۔ اس بات کے لئے کوشش کرے۔ جس کے حاصل ہوتے ہی خلاف انسانیت سلوک کرنے والا غلبہ [illegible] حاصل کر لے۔ اسی طرح کون عقلمند یہ امید کر سکتا ہے۔ کہ اچھوت جنہیں ہندو اس سڑک پر بھی چلنے کا حق بخوشی دینے کو تیار نہیں۔ جس پر وہ خود چلتے ہوں۔ انہیں اس قدر رسوا [illegible] خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آریہ سماج [illegible]
خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب [illegible]

آزاد خیال سوسائٹی بھی اپنے اندر جذب کرنے اور ان سے تعلقات قائم کرنے کے بجائے انہیں بالکل ایک جداگانہ قوم تصور کرتی ہے وہ کیونکر ان کے بھرے میں آ سکتے ہیں۔ اندریں حالات مسٹر ہربلاس ساردا کا یہ کہنا لفظ بلفظ صحیح ہے:۔

"ہندوستان میں ایک ہندو کی زندگی مکمل غلامی کی زندگی ہے۔ یہ نہ کھاؤ۔ وہ نہ کھاؤ۔ اُس آدمی کے ہاتھ کا پکا ہوا نہ کھاؤ فلاں کے سامنے نہ کھاؤ۔ فلاں کے ہاتھ کا چھوا ہوا نہ کھاؤ۔...... ...... شروع سے اخیر تک ہندو خود ساختہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، اگر وہ آزاد ہونا چاہتا ہے۔ تو اسے انہیں توڑ دینا چاہیئے"

("پرکاش" ۱۷۔ نومبر ۱۹۲۹ء)

فی الواقعہ ایسے تنگ دلانہ خیالات ہندوستان کے اندر مختلف اقوام میں اتحاد و یگانگت پیدا ہونے کے راستہ میں ایک ناقابل عبور دیوار کی طرح حائل ہیں۔ اور جب تک وہ ایک دوسرے کو مساوی خیال نہ کریں۔ آزادی تو کجا کوئی معمولی کامیابی بھی حاصل نہیں کر سکتیں پس ہندوؤں کو چاہیئے۔ ان تنگدلانہ باتوں کو ترک کرکے غیر ہندوؤں کے ساتھ معاشرتی تعلقات قائم کریں۔ اور اس کے بعد ہندوستان کی آزادی کا نام لیں ⁂

چھپن فیصدی کا مطالبہ

اس وقت جبکہ کانگرس کا اجلاس بالکل سر پر آ گیا ہے مسلمانان لاہور کو اپنے حقوق کی حفاظت کا خیال پیدا ہوا ہے۔ اور انہوں نے ۵۶۔ فیصدی کمیٹی اور ۵۶۔ فیصدی کور قائم کرکے کانگرسی لیڈروں سے یہ مطالبہ کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ کہ یا تو کانگرس مسلمانان پنجاب کے اُن کی آبادی کے لحاظ سے ۵۶۔ فیصدی حقوق تسلیم کرے۔ یا پھر مسلمان کانگرس کا مقابلہ کریں گے ⁂

اگرچہ کانگرس شروع سے ہی مسلمانوں کے مطالبات کے متعلق نہایت سرد مہری بلکہ اکثر اوقات مجرمانہ غفلت سے کام لیتی رہی ہے۔ لیکن نہرو رپورٹ کو منظور کرکے تو اُس نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو اس سے کسی قسم کی بھلائی کی توقع نہ رکھنی چاہئے۔ ان حالات میں مسلمانوں کا اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے بیدار ہونا نہایت ضروری ہے۔ لیکن اگر بیداری کے یہی معنے ہیں۔ کہ چند روز شور مچا کر۔ جلوس نکال کر اور مشاعرے منعقد کرکے سمجھ لیا جائے کہ انہیں کامیابی ہو گئی ہے۔ تو اس بیداری سے سوئے رہنا ہی اچھا ہے۔ ہاں اگر اس عزم اور ارادہ کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ کہ جب تک اپنے حقوق حاصل نہ کر لیں گے۔ قدم پیچھے نہ ہٹائیں گے۔ تو یہ بہت مبارک بات ہے ⁂

چھپن فیصدی کی مخالفت

مسلمانوں کی طرف سے اپنے ۵۶۔ فیصدی حقوق کا مطالبہ ہونے کی تیاری پر ہی آریہ اور ہندو اخبارات نے حسب معمول شور مچا دیا ہے اور مسلمانوں کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے۔ لیکن وہ فطری دلیری اور بہادری کے صدقے اس موقعہ پر اپنا وہی پرانا ہتھیار استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ جو آج تک مسلمانوں اور دوسری اقوام کی کوتہ فہمی کی وجہ سے استعمال کرکے کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔ یعنی ایک تو اس بات کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اُلجھا کر اپنا اُلو سیدھا کر لیں۔ اور دوسرے یہ کہ مسلمانوں اور دوسری اقوام کو لڑا کر اس مدعا کو ان کی نظر سے اوجھل کر دیں ⁂

اگرچہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے ایسے لوگوں کا ہندوؤں کا مرغ دست پرور بننا کوئی مشکل بات نہیں۔ جو مسلمان کہلا کر مسلمانوں کے مفاد کے گلے پر کند چھری رکھنے سے دریغ نہ کریں گے۔ چنانچہ حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے سے لوگ اس کے لئے آمادہ بھی ہو گئے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو چاہیئے۔ ایسے لوگوں کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے کام سے کام رکھیں ⁂

مسلمان اور سکھ

رہی دوسری اقوام انہیں مسلمانوں کے خلاف کھڑا کرنے کے لئے ہندو جس قدر کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا کسی قدر پتہ حسب ذیل الفاظ سے لگ سکتا ہے:۔

"گورو گھنٹال" (۲۰۔ نومبر) لکھتا ہے:۔

"پنجاب کے ہندو تو مسلمانوں کے آگے بالکل دب چکے اور ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ البتہ خالصہ میں کچھ جان نظر آتی ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ چیلنج (۵۶۔ فیصدی کا مطالبہ) دراصل پنجاب کے خالصہ کو ہی معلوم ہوتا ہے۔ اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے۔ کہ خالصہ جی کی طرف سے اس چیلنج کا کیا جواب دیا جاتا ہے"

مطلب یہ کہ ہندو الگ تھلگ بیٹھے تماشہ دیکھتے رہیں۔ اور جب وقت آئے۔ سب کچھ غصب کر لیں۔ لیکن مسلمان اور سکھ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں۔ اگر سکھوں نے اس قسم کی باتوں میں آ کر مسلمانوں کی خواہ مخواہ مخالفت کی۔ تو بہت بڑی غلطی کریں گے۔ مسلمان کسی کا حق چھیننا نہیں چاہتے۔ وہ جو کچھ طلب کر رہے ہیں اپنا حق طلب کر رہے ہیں۔ اور اس حق پر زیادہ تر قبضہ ہندوؤں کا ہی ہے ⁂

سکھوں سے تو مسلمان مناسب سمجھوتہ بھی کر سکتے ہیں۔ اور انہیں کچھ رعایت بھی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ سکھ بذات خود بیوپاری نہیں۔ لیکن ہندوؤں کے قبضہ میں مسلمان بال بھر بھی اپنا حق نہیں چھوڑ سکتے۔ کیونکہ اگر پنجاب میں بھی مسلمانوں کو مؤثر اکثریت حاصل نہ ہو۔ تو پھر ہندوستان میں مسلمانوں کا رہنا ممکن نہیں۔ ہندوؤں کو ہندوستان کے بہت سے حصوں میں اکثریت حاصل ہے اور اتنی بڑی اکثریت حاصل ہے۔ کہ وہاں کے مسلمانوں کی ان کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اب اگر پنجاب اور بنگال میں بھی مسلمانوں کی اکثریت کو توڑ دیا گیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہو گا۔ کہ مسلمانوں کو کلیتہً ہندوؤں کے رحم پر ڈال دیا گیا۔ اور ان کے مظالم کا تختہ مشق بننے کے لئے چھوڑ دیا گیا یہی وجہ ہے کہ مسلمان اپنے ۵۶۔ فیصدی کے حق پر زور دینے کے لئے مجبور ہیں ⁂

بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت

اخبار اہلحدیث ۲۷ر ستمبر ۱۹۲۹ء میں لکھا ہے۔ "بہاء اللہ کے ادعاء الوہیت" پر اصرار کرنا محض ایک بہانہ ہے۔ جو خلیفہ قادیان نے اپنے مریدوں کو قابو میں رکھنے کے لئے ایجاد فرمایا ہے"۔

لیکن یہ صریح غلط بیانی ہے۔ جو احمدیت کی بے جا مخالفت اور بہائیت کی خواہ مخواہ تائید کے لئے کی گئی ہے۔ ہم عربی کی اس مشہور مثل کے مطابق کہ صاحب البیت ادری بما فیہ (کہ گھر والا گھر کا حال خوب جانتا ہے۔) اہل بہاء کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ جن میں انہوں نے اس بات کا صاف اقرار کیا ہے۔ کہ وہ بہاء اللہ کو اللہ اور خدا کا اوتار مانتے ہیں۔ چنانچہ بہائی اخبار کوکب ہند ۱۶ر اگست ۱۹۲۷ء لکھتا ہے۔

(۱) "ہم حضرت بہاء اللہ کو سب دینوں کا موعود۔ اور پرماتما کا اوتار جانتے ہیں"۔

اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک اوتار کی یہ تعریف ہے، "اوتار اس کو کہتے ہیں جس میں خدا نے نزول اجلال خاص کیا ہو"۔ اہلحدیث ۲۸ر دسمبر ۱۹۲۸ء

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ بہائی بہاء اللہ کو الوہیت کا حامل قرار دیتے ہیں

ایک دیوبندی عالم مولوی محمد اشفاق الرحمان کاندہلوی مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی اپنے رسالہ دفع الحجاب مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۳۲ پر بہاء اللہ کے ادعاء الوہیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"اگر بہاء اللہ کی الوہیت کا وہی مقصود ہے۔ جو اربولیشن آف بہاء اللہ میں آخری صفحہ پر مسطور ہے۔ کہ "اس غیر محدود ذات یعنی اللہ کی روح نے انسان یعنی بہاء اللہ کی صورت میں ظہور فرمایا"۔

اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ الوہیت کا مدعی تھا۔

ابھی حال میں یکم نومبر ۱۹۲۹ء کے اہلحدیث میں ایک بہائی نے لکھا ہے۔

(۲) "بہائی شرع جدید کے قائل ہیں۔ وہ بہاء اللہ کو موعود تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے عقیدہ میں وہ ظہور کلی الٰہی ہیں۔ یہ مقام ان کے نزدیک نبوت و رسالت سے برتر ہے"۔

یہ تو صاف بات ہے۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ نبوت و رسالت سے برتر صرف خدائی ہے۔ لہذا صاف ظاہر ہے۔ کہ بہائی لوگ۔ بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں۔ چنانچہ ایک بہائی ان الفاظ میں کہتا ہے۔

"بالوہیت حق لایزال۔ بے مثال جمال قدم مذعن و مطمئن هستیم"۔ کہ ہم جمال قدم بہاء اللہ کی الوہیت اور اس کے خدا ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ اور اس کو حی و لایزال اور بے مثال جانتے ہیں اس وضاحت کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ "بہاء اللہ کا دعویٰ مبعوث من عند اللہ اور مامور من اللہ ہونے کا تھا۔ خواہ بہائی اپنی اصطلاح میں اس پر نبی اور رسول کا استعمال نہ کریں"۔

"پچھلے دنوں" ملاپ" نے شاردا بل کے متعلق مسلمانوں کو مخاطب کرکے لکھا تھا۔

"تم مرد کیوں اس بل کے خلاف شور و غوغا بلند کرتے ہو پہلے مسلمان عورتوں سے پوچھو۔ کہ وہ اس بل کو اچھا سمجھتی ہیں یا برا"۔

لیکن تعجب ہے۔ مسلمانوں کو یہ مشورہ دینے والوں کو اتنا بھی معلوم نہیں۔ ان کی اپنی عورتیں اس بل کے متعلق کیا خیال رکھتی ہیں۔ اور وہ ان سے پوچھے بغیر ہی اس کی حمائت کر رہے تھے۔ حال میں اندھرا (مدراس) میں ہندو دیویوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی ہے۔ جس میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اس قانون کی خلاف ورزی کی جائے۔

ہندو عورتوں کا یہ عزم یقیناً ان ہندوؤں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ جو اندھا دھند شاردا بل کی تائت کر رہے ہیں۔

"زمیندار" (۷ر نومبر) میں "غازی علم الدین کا آخری بیان" شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے

"عدالت میں میرے جو بیانات ہوئے۔ وہ میں نے ان ننگ اسلام مولویوں کے کہنے پر دیئے۔ جنہوں نے اپنی اسلام فروشی پر مصنوعی تقدیس کا پردہ ڈال رکھا ہے۔ میں انہی مسکین صورت سرکاری کارندوں کے چکمہ میں آگیا"۔

کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر علم الدین ان مولویوں کے نام بھی بتا دیتا۔ تاکوئی اور ان کے "چکمہ" میں نہ آسکتا۔ آخری بیان میں اس بات کے اظہار سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اگر یہ چکمہ کامیاب ہو جاتا۔ تو شائد یہ راز دنیا پر کبھی منکشف نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس لئے بیچارے مولویوں کو عضو ضعیف سمجھ کر سارا نزلہ ان پر گرا دیا گیا۔

ان علماء کے لئے جنہوں نے اپنے لئے "جمعیۃ العلماء ہند" کا شاندار نام تجویز کر رکھا ہے۔ یہ بات بہت ہی تکلیف دہ ہوگی۔ کہ ایک "آل انڈیا علماء کانفرنس" معرض ظہور میں آ گئی ہے۔ اور وہی لوگ اس کے "جنم داتا" ہیں۔ جو "جمعیۃ العلماء" کی نازبرداریوں سے تنگ آکر علیحدہ ہو چکے ہیں۔ ان اصحاب نے نام تو بہت پُر رعب تجویز کیا ہے۔ دیکھئے کام کیسا کرتے ہیں

"زمیندار" نے پچھلے دنوں گاندھی جی کے متعلق اپنے جذبات عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"مہاتما جی کی یہ حالت ہے۔ کہ انہوں نے پیغمبرانہ انداز میں سارے ملک کے لئے ایک خاص حکمت عملی وضع کرلی ہے"

اس پر ہم نے کہا تھا۔ یہ ایک مقدس اسلامی اصطلاح کی توہین ہے۔ کیونکہ پیغمبر کا لفظ نبی اور رسول کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

"زمیندار" نے اس کا یہ جواب دیا۔ کہ پیغمبر مقدس اسلامی اصطلاح نہیں۔ یہ لفظ فارسی زبان کے دو الفاظ پیغام اور بر سے مرکب ہے۔ ایران کے اسلامی شعراء سے قاصد کے معنوں میں استعمال کرتے رہے ہیں۔

اس جواب کی نامعقولیت ظاہر ہے۔ اول تو جب گاندھی جی کے متعلق یہ لفظ قاصد کے معنوں میں استعمال ہی نہیں کیا گیا تھا۔ تو پھر یہ معنی بیان کرنے کا کونسا موقع تھا۔ دوسرے خود مولوی ظفر علی کے کلام میں بارہا نبی اور رسول کے معنوں میں پیغمبر کی اصطلاح استعمال ہو چکی ہے۔ تیسرے اگر پیغمبر قاصد کے معنی میں استعمال ہونے سے اسلامی اصطلاح نہیں۔ تو پھر رسول بھی اسلامی اصطلاح نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ رسول بھی قاصد کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور خود قرآن کریم میں ہی ان معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

در اصل یہ عذر گناہ تھا۔ جو "زمیندار" نے پیش کیا۔

اب اس نے ایک اور اسلامی اصطلاح پر ہاتھ صاف کیا ہے۔ ۱۲ر نومبر کے پرچہ میں کرشنا مورتی کے لاہور آنے کی خبر درج کرتے ہوئے اس کا عنوان رکھا ہے۔ "مسیح قادیان کے رقیب علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں"

بیچارے کرشنا مورتی کی کیا حقیقت ہے۔ کہ مسیح قادیان کا رقیب بن سکے۔ یہ "زمیندار" کی محض بد مذاقی ہے۔ اور اسی کی بدولت اس نے "علیہ الصلوٰۃ والسلام" کی مقدس اسلامی اصطلاح کو چڑھا دیا ہے۔ حالانکہ یہ ماموران الٰہی کے لئے مخصوص ہے۔

جو لوگ اسلام کے قابل احترام الفاظ اور اصطلاحات کے ساتھ اس بے باکی سے کھیلتے ہوں۔ اپنی ہنسی اور تمسخر کا سامان بناتے ہوں۔ ان کے دلوں میں اسلام کی جس قدر وقعت ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا ہنسی مذاق کا وسیع میدان چھوڑ کر خواہ مخواہ مذہبی امور پر کیوں دست درازی شروع کر دی جاتی ہے اور حیرت ہے۔ کہ مسلمان یہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ آقا اور مولانا صاحب پڑھتے ہیں۔ مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جس سے ان کی مذہبی بے حسی ظاہر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

دیوانہ وار تبلیغ احمدیت میں لگ جاؤ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے اپنی جماعت کے دوستوں کو متواتر اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ

احمدیت کی تبلیغ

کی طرف توجہ کریں۔ اور اپنے اپنے علاقوں اور حلقہ اثر میں سلسلہ کی اشاعت کریں۔ لیکن افسوس کہ ابھی تک جماعت نے اس طرف اس حد تک توجہ نہیں کی۔ جس حد تک کہ ضروری ہے۔ وہ کام کہ جسے کروڑوں آدمی نہیں کر سکتے۔ وہ کام جسے کرنے سے حکومتیں قاصر رہا کرتی ہیں۔ وہ کام جس کو کرنے کے لئے روپیہ کی طاقت عاجز آجایا کرتی ہے۔ اس کام کو کوئی

کمزور اور قلیل جماعت

آرام سے بیٹھ کر کبھی نہیں کر سکتی۔

دنیا کے اندر

مختلف رنگ کی لڑائیاں

ہوتی ہیں بعض لڑائیاں تو ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا دعویٰ کرنیوالوں کا مقابلہ لوگ نہیں کرتے۔ وہ اس لڑائی کے دعویدار کو یا تو چشم پوشی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یا اس کا دعویٰ قبول کر لیتے ہیں۔ مگر ایسے دعویداروں کے متعلق بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ نہایت ہی قلیل عرصہ میں ان کا ماننا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ پھر بعض لوگ نیشنل لیڈر ہوتے ہیں۔ ان کی قوم ان کو تسلیم کر لیتی ہے۔ کیونکہ ان کے اغراض و مقاصد متحد ہوتے ہیں۔ اور اتحاد اغراض کی وجہ سے اس قوم کے تمام افراد ایک ہاتھ پر جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کے لئے بھی وقت چاہیئے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ بالکل جدا ہے۔ ان کے متعلق دنیا کے اغراض و مقاصد متحد نہیں۔ کیونکہ وہ کسی ایک ملک یا قوم کے لئے نہیں ہیں۔ اگر وہ کسی خاص ملک کے لئے ہوتے۔ تو شاید اس ملک کی سیاسی تحریکات ان کی مؤید ہوتیں۔ اور لوگ انہیں مان لیتے لیکن وہ اتنے وسیع عالم کے لئے ہیں جس میں ہر قوم دوسری سے لڑ رہی ہے۔ پھر جو شخص

ساری دنیا کی طرف

آتا ہے وہ کسی خاص قوم کا نیشنل لیڈر بھی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وہ اگر ایک قوم کا لیڈر ہو جائے۔ تو دوسری علیحدہ رہ جاتی ہے۔ اس لئے جو شخص ساری دنیا کی طرف مبعوث ہو۔ وہ کبھی ایسا مقصد پیش نظر نہیں رکھ سکتا۔ جو کسی خاص ملک کے لئے ہو اس لئے اس کا دعویٰ کسی خاص ملک کو اپیل نہیں کر سکتا۔ جس طرح ایک زمانہ میں گاندھی جی نے اعلان کیا تھا۔ کہ میں اتنے عرصہ تک ہندوستان کو سوراج دلا دونگا۔ ایسی بات ایسے ہی منہ سے نکل سکتی ہے۔ جو اپنے آپ کو ہندوستان سے وابستہ سمجھے۔ لیکن اگر اس کی وابستگی سارے عالم سے ہو۔ تو وہ کبھی صرف ہندوستان کو سوراج دلانے کا اعلان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے اگر میں نے ہندوستان کو سوراج دلانے کا اعلان کیا۔ تو دوسرا ملک ناراض ہو جائے گا۔ اور وہ کوئی ایسا دعویٰ نہیں کر سکے گا جس سے وہ نیشنل لیڈر بن سکے۔ اس لئے اس کے مقاصد ایسے بھی نہیں ہو سکتے۔ جو کسی خاص قوم کے لئے دلچسپی کا موجب ہو سکیں۔ اور اس طرح قومیت کا رنگ اختیار کر سکیں اور یہ مسلمہ امر ہے کہ

جوش دلانے والی تحریکات

صرف وہی ہوتی ہیں۔ جن میں قومیت کا رنگ ہو۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ آؤ ہم ملکر ساری دنیا کے لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیں۔ تو وہ کبھی لوگوں کے اندر اس تحریک سے جوش نہیں پیدا کر سکتا۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے۔ کہ آؤ فلاں ملک کو ہم آزاد کرائیں۔ تو فوراً تمام ملک میں جوش پیدا ہو جائے گا۔ سو جوش پیدا کرنے کے لئے قومی لیڈر ہونا ضروری ہے۔ اور یہ چیز جو دنیوی لحاظ سے

دلوں کو اپنی طرف کھینچنے والی

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میسر نہیں پھر کبھی ایسی بھی تعلیمات ہوتی ہیں۔ جنکی لوگ مخالفت نہیں کرنا چاہتے۔ اس لئے اگر کوئی ان کے ذریعہ بڑا بننا چاہے تو

لوگ سب کہتے ہیں بنجائے لیکن جب نبی آتے ہیں۔ تو وہ ایسی تعلیم پیش کرتے ہیں۔ جو سب کی مخالفت کو بھڑکا دے۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ تم میں یہ بات اچھی ہے۔ فلاں میں وہ بات اچھی ہے آؤ ہم سب اچھی باتوں کو اکٹھا کر کے آپس میں ملجائیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ یہی کہتے ہیں۔ تم میں یہ عیب ہے۔ فلاں میں یہ عیب ہے اور میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ تم سب کی غلطیوں کی اصلاح کر دوں۔ اسی لئے ان کی

ابتدائی تعلیم

ہمیشہ دنیا کے اندر جھگڑے کی آگ کو زیادہ بھڑکا دیا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہر نبی پر یہ اعتراض ہوتا آیا ہے کہ اس نے آکر فساد ڈلوا دیا۔ کیونکہ وہ بغیر کسی کی رو رعایت یا لحاظ کے صاف الفاظ میں یہ اعلان کر دیتے ہیں۔ کہ فلاں قوم میں یہ غلطی ہے فلاں تعلیم میں یہ نقص ہے۔ فلاں میں یہ عیب ہے۔ اور سچی تعلیم وہ ہے جو ہم پیش کرتے ہیں اس لئے تمام اقوام ان کی مخالف ہو جاتی ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلقات دنیا سے دوستانہ نہیں بلکہ مخالفانہ ہیں۔ اگرچہ نتیجہ تو یہی نکلے گا۔ کہ آپ کے ہاتھ پر جمع ہونے کے بغیر

دنیا میں صلح

نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ تفرقہ کی وجہ یہی ہے کہ سب میں کوئی قدر مشترک نہیں۔ اور آپ کو خدا تعالیٰ نے اسی لئے مبعوث کیا ہے۔ کہ آپ سب کے لئے ایک ہاتھ پر جمع ہونے کا موجب ہو سکیں۔ اور آپ کا وجود اس میں شبہ نہیں۔ کہ دنیا سے فساد کے تمام دروازے مسدود کر دیگا۔ لیکن جب تک دنیا اس کو جاننے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ آپ کو فسادی ہی کہے گی نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قومی لیڈر نہیں کسی بھی قوم سے آپ کے تعلقات ایسے نہیں کہ وہ آپ کی ہو سکے۔ آپ نے ہر قوم کے عیب اور ہر تعلیم کے نقص ظاہر کئے ہیں۔ ایسی صورت میں غور کرنا چاہیئے۔

ہماری ذمہ واری

کس قدر بڑھ جاتی ہے۔ جب ساری دنیا سے تعلیم کی وجہ سے جھگڑا ہے۔ اور جب کوئی قوم بھی آپ کو اپنا نیشنل لیڈر نہیں سمجھتی۔ تو پھر سوچنا چاہیئے۔ دنیا کو منوانا اور آپ کی طرف لانا کتنا مشکل ہے۔ ایک طرف تو مذہبی مخالفت ہے۔ دوسری طرف کسی قوم سے قومی وابستگی نہیں پس اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب ایسے لوگوں کا جنکی کوئی مخالفت نہیں ہوتی منوانا مشکل ہوتا ہے۔ تو آپ کا منوانا کس قدر مشکل ہوگا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ہل جانا آسان ہے۔ لیکن دلوں کا اپنی جگہ کو چھوڑ دینا مشکل نہیں لیکن

قلوب کا بدل دینا

بہت مشکل ہے۔ سوائے ایک دیوانگی کے۔ سوائے ایک جنون کے جماعت کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ ہر شخص کو یہ دیوانگی ہو کہ ہو تو یہ ترتیب ہو کہ جس طرح ہو سکے۔ دنیا کو حضرت مسیح

علیہ السلام کا حلقہ بگوش بنانا- اور تمام لوگوں کو جماعت احمدیہ میں داخل کرنا ہے جب تک یہ نہ ہوگا۔ یہ کام بھی نہیں ہوگا- اپنے اندر یہ جنون پیدا کرو- یہ تڑپ پیدا کرو- پھر دیکھو- خدا کے فضلوں کے دروازے کس طرح کھلتے ہیں- یہ بات اچھی طرح سمجھ لو- کہ اگرچہ یہ کام نہایت ہی مشکل ہے- لیکن خدا تعالے کے منشاء کے مطابق ہی ہو

اللہ تعالیٰ کی تائید

اسے حاصل ہے- اس لئے آسان بھی بہت ہے- اگر سامان اور تدبیر کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس سے زیادہ مشکل کام اور دنیا میں نہ ہوگا- پچھلے دنوں اتحادیوں اور جرمن وغیرہ میں جو لڑائی ہوئی- اسے بہت زیادہ خطرناک سمجھا گیا ہے- لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ کے مقابلہ میں جو ہمیں درپیش ہے اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے دو بچے آپس میں لڑ رہے ہوں- اُس کا فتح کرنا آسان تھا- اور دنیاوی سامانوں کے لحاظ سے یہ بہت مشکل ہے لیکن

تقدیر کا فیصلہ

ہے- کہ یہ ہو کر رہے گا- اور اللہ تعالےٰ کی مشیت یہی ہے کہ یہ ہو کر رہے- اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا- پھر فرمایا دنیا میں ایک نذیر آیا- پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا- لیکن خدا اسے قبول کرے گا- اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا- "خدا اسے قبول کرے گا" کے یہ معنے نہیں کہ آئندہ زمانہ میں قبول کرے گا- بلکہ یہ ہیں- کہ اسے قبول کرائے گا- اللہ تعالیٰ کی قبولیت کے دو طریق ہوتے ہیں- ایک ابتداء میں جب ظاہری سامان نہیں ہوتے- بحیثیت رحمٰن- اور ایک انتہاء پر بحیثیت مالک یوم الدین- جبکہ وہ آخری فیصلہ کرتا ہے پس اس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالےٰ اسے

تسلیم شدہ رہنما

کے طور پر قبول کرے گا- ایک دفعہ وہ اس وقت قبول کرتا ہے جب کہتا ہے- اُٹھ کھڑا ہو- اور دنیا کی اصلاح کر- اور ایک دفعہ اس وقت جب کہتا ہے- اب میں نے تجھے ان لوگوں پر شاہد بنا دیا اور سب دنیا تیرے جھنڈے تلے آجائے گی- پس ایک دفعہ تو اسنے اس وقت قبول کیا- جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا- اور دوسری دفعہ قبول کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ان کی کوششوں کو بار آور کرے گا- اور دنیا کو منوا دے گا- اور یہ تقدیر خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری ہو چکی ہے- کہ دنیا نے آپ کو ماننا اور ضرور ماننا ہے- پس جب ہم ایسے کام کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو اس سے

زیادہ سہل

بھی کوئی نہیں- غرض یہ کام اگر ایک جہت سے سب سے زیادہ مشکل ہے تو ایک جہت سے سب سے زیادہ آسان بھی ہے- مگر خدا تعالیٰ نے جو تقدیریں مقرر کر رکھی ہیں- وہ بھی دو قسم کی ہیں- ایک وہ ہیں جو

تدبیر سے وابستہ

ہیں- گو خدا تعالیٰ انسانی تدبیر سے بہت بڑھ چڑھ کر نتائج مترتب کرتا ہے لیکن وہ ہوتے تدبیر کی مناسبت سے ہی ہیں- اور ایک وہ جن میں وہ تدبیر سے روکتا ہے-

انبیاء کی جماعتوں کی ترقی

کو اس نے تدبیر سے وابستہ رکھا ہے- اگرچہ نتائج تدبیر کے لحاظ سے بہت زیادہ ہوتے ہیں- لیکن بہر حال جتنی تدبیر ہو- اسی نسبت سے زیادہ ترقی نمایاں ہوتی ہے- گویا جہاں یہ کام سہل تھا- وہاں اسے ایک اور مشکل سے ملا دیا*

پس اس کے لئے ہمارے ہر فرد کے اندر جنون ہو- کہ لوگوں تک خدا کا کلام پہنچانا ہے- تا ان میں تازگی پیدا ہو اور بیداری رہے- اس میں شبہ نہیں- کہ ایسا کرنے کی وجہ سے لوگ تمہیں غیر مہذب اور ناشائستہ کہیں گے کہ جہاں بیٹھتے ہیں- ایک ہی بات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں- لیکن

خدا کے کام کے لئے

اگر غیر مہذب اور پاگل بھی کہلانا پڑے تو یہ بہت سستا سودا ہے- اور درحقیقت جب تک ہم پاگل- مجنون نہیں کہلاتے اس کام کو پوری طرح کر بھی نہیں سکتے- لوگوں کا ہمیں جاہل- نادان پاگل- بیوقوف کہنا علامت ہوگی اس امر کی- کہ خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا کام ہم صحیح طور پر چلا رہے ہیں- لیکن اگر دنیا ہمیں عقلمند اور مہذب کہے گی- تو اس کے یہ معنے ہونگے- کہ ہم کام ٹھیک طور پر نہیں کر رہے ہیں*

پس میں دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں- کہ جس قدر ہو سکے اشاعت سلسلہ میں کوشش کریں- غفلت کا یہ نتیجہ ہوگا کہ آئندہ نسلیں بھی کمزور ہو جائینگی- جب بچے دیکھتے ہیں کہ ماں باپ میں جوش نہیں- تو وہ سمجھ لیتے ہیں- یہ کوئی ایسا فعل نہیں جس کے لئے خاص کوشش کی ضرورت ہو- لیکن جب وہ ماں باپ کی طرف سے

مجنونانہ کوشش

دیکھیں گے تو ان میں بھی اخلاص پیدا ہوگا-

میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے ہمارے اندر سلسلہ کی اشاعت کا سچا جوش پیدا کر دے- اور ایسا اخلاص عطا کرے جس کے نتیجہ میں ہم میں سے ہر ایک فرد سلسلہ کو اس طرح ترقی کرتا دیکھ لے- کہ اسے یقین ہو جائے- یہ سلسلہ دنیا میں ضرور پھیل کر ہی رہے گا*

خطبہ ختم کرنے سے پہلے میں

مدرسہ احمدیہ کے طلباء

کے ایک فعل کے متعلق خاص طور پر اظہار خوشنودی کرنا چاہتا ہوں- گذشتہ جمعہ میں نے جلسہ سالانہ کے لئے چندہ کی تحریک کی تھی- مدرسہ احمدیہ میں عام طور پر غریب بچے ہی تعلیم پاتے ہیں لیکن انہوں نے بہت جوش سے چندہ میں حصہ لیا ہے- سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ابھی مجھے بتایا ہے کہ ان کے چندہ کی رقم سو روپیہ کے قریب پہنچ چکی ہے- جس میں سے پچاس نقد جمع ہو چکے ہیں جو انہوں نے مجھے دے بھی دیئے ہیں- اس چندہ میں بعض طلباء نے اپنا جیب خرچ دے دیا- اور بعض نے ایسا کیا ہے کہ پانچ طلباء نے مل کر یہ انتظام کر لیا- کہ ہم پانچوں چار کے کھانے پر گذارہ کر لیا کریں گے- اور پانچویں حاضری کا خرچ چندہ میں دیدیں گے- تا والدین پر بھی خرچ کا بار زیادہ نہ پڑے- یہ ایک نہایت ہی دل خوش کن اور

راحت و آرام پہنچانے والی بات

ہے- میں اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں- کہ وہ ان بچوں کو ایسا اخلاص عطا کرے کہ وہ رُوحانی افق پر ستاروں کی طرح چمکیں اور ہمارے قلوب کی ٹھنڈک کا موجب ہوں- آمین

بنگال میں تبلیغ احمدیت

ماہ اکتوبر کے آخری ہفتہ میں شہر برہمن بڑیہ کے جگت بازار میں احمدیوں نے ایک تبلیغی جلسہ کیا- متعصب غیر احمدیوں کا ایک جم غفیر جلسہ کو روکنے اور فساد کرنیکی غرض سے آدھ گھنٹہ تک شور مچاتا رہا- مگر سب انسپکٹر پولیس چند کانسٹیبلوں کو لیکر موقعہ پر پہنچ گیا- اور فسادی لوگوں کو جلسہ گاہ سے ہٹا دیا- اور میں نے ۲ بجے سے لے کر مغرب تک صداقت مسیح موعود اور اعتراضات کے جواب میں تقریر کی- سامعین جن کا اکثر حصہ غیر احمدی تھے بہت غور سے سنتے رہے- اسکے بعد موضع کالیشما میں جو شہر برہمن بڑیہ سے ۳ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے- ایک کامیاب مباحثہ ہوا- اجرائے نبوت- اور صداقت مسیح موعود پر مناظرہ تھا- اطراف وجوانب کے ۵-۶ گاؤں کے آدمی جو ہزاروں کی تعداد میں تھے جمع ہوئے- اللہ تعالےٰ نے دونوں مضمونوں میں احمدیت کو فتح مبین عطا کی دن کے ایک بجے سے رات کے ۱۱ بجے تک مناظرہ ہوتا رہا اس شکست پر پردہ ڈالنے اور اس مباحثہ کے اثر کو زائل کرنے کے لئے مخالف مولویوں نے جھوٹ موٹ یہ ڈھنڈورہ پٹوا دیا- کہ قادیانیوں سے پھر فلاں تاریخ مباحثہ ہوگا- اور ایک دریا کے کنارے گاؤں سے باہر کھلے میدان میں جگہ مقرر کی- مگر ہمیں کوئی اطلاع نہ دی- بکثرت مقررہ تاریخ پر لوگ مباحثہ کے نام سے جمع ہوئے- مگر جب حاضرین نے احمدیوں میں سے کسی کو نہ دیکھا- تو سوال اُٹھایا کہ وہ لوگ کیوں نہیں آئے- اس سوال کے اُٹھتے ہی ان کا راز طشت از بام ہوگیا- کہ ہمارے ساتھ فیصلہ کے بغیر ڈھنڈورہ پٹوا دیا- اور بعض لوگوں نے مولویوں کو بہت سخت سُست کہا-

خاکسار ظل الرحمٰن احمدی مشنری صوبہ بنگال

ضرورت

(۱) اگر کوئی احمدی صاحب ریاضی میں ایم اے تلاش روزگار میں ہوں- تو اطلاع فرمادیں- ناظر امور عامہ خارجیہ قادیان-

(۲) امر تسر کی ایک ایجنسی کو چند احمدی ایجنٹوں کی ضرورت ہے تنخواہ پچیس روپے اور اڑہائی فیصدی چائے فروخت کرنے پر کمیشن دیجائیگی- تفصیل حالات کیلئے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں-

احمدی نوجوانوں کے جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

وسیع ہمت اور بلند ارادوں کے ساتھ کوشش بھی کرو

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل تقریر احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور کے ممبران کے سامنے ۱۷۔ نومبر ۱۹۲۹ء بعد نماز ظہر مسجد نور میں فرمائی۔ ممبران ایسوسی ایشن کے علاوہ اور احباب بھی بکثرت شامل تھے:۔

تشہد و تعوذ کے بعد فرمایا:۔

گو آج میری طبیعت صبح سے علیل ہے۔ اور حرارت بھی بڑھی ہوئی ہے لیکن چونکہ میں وعدہ کر چکا تھا۔ نیز اس لئے بھی کہ میں چاہتا تھا۔ لعل دل اس پٹھان کے جس نے کہا تھا۔ میرے بچہ کا پہلا وار ہے۔ خالی نہ جائے اس لئے تقریر کرنے کے لئے آ گیا ہوں۔ تاکہ جو امیدیں لے کر کالجیٹس بیان کئے ہیں۔ ان کے متعلق ان کا پہلا ہی ٹرپ رائیگاں نہ جائے۔ پس میں نے یہی مناسب سمجھا۔ کہ اس وقت حسب وعدہ اپنے کالجیٹ عزیزوں کے سامنے بعض باتیں بیان کروں*

سب سے پہلی چیز

جو میرے نزدیک ایک طالب علم کے سامنے آتی ہے اور جو ایسی ہے کہ میں سمجھتا ہوں۔ ہر تندرست اور صحیح دماغ کے سامنے ضرور آنی چاہیئے وہ یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو اس کے سامنے

امیدوں اور امنگوں کا وسیع میدان

ہوتا ہے۔ اسے اخلاق فاضلہ سکھانے یا دیگر علوم میں ترقی کرنے کے لئے ایسی ایسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لوگوں کے احوال درج ہوتے ہیں۔ کالج کے کورسوں میں یا پرائیویٹ سٹڈی کے ذریعہ ایسے لوگوں کے احوال اور اعمال کا مطالعہ کر کے طالب علم کے نزدیک دُنیا کی کوئی چیز انہونی نہیں رہتی۔ اور ہر بلندی اور ہر کمال اسے قریب الحصول معلوم ہوتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے جس طرح جنت کی یہ کیفیت بیان کی گئی ہے۔ کہ وہاں جس چیز کی خواہش ہوگی۔ وہ فوراً مل جائیگی اسی طرح دنیا کی سب ترقیاں اور کامیابیاں میرے ارادہ اور خواہش کی پابند ہیں۔ جونہی میں نے ادھر توجہ کی۔ سب کی سب مکمل طور پر مجھے مل جائیں گی۔ چونکہ طالب علم کی نظر اس کے واہمہ کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور وہ جس قدر علم حاصل کرتا ہے۔ اپنے دماغ میں سے ہی کرتا ہے۔ اس نے دنیا کا مطالعہ نہیں کیا ہوتا۔ اس لئے وہ قانون قدرت کے گھبرا دینے والے سست رویہ سے آگاہ نہیں ہوتا۔ وہ

قوت واہمہ کا غلام

ہوتا ہے۔ قوت واہمہ اس کے سامنے ایک چیز پیش کرتی ہے۔ اور وہ اس پر ایسا ایمان لے آتا ہے۔ جیسے ایک مومن کلام الٰہی پر یا ایک سائنٹسٹ نیچر پر۔ وہ ایک منٹ کے لئے بھی گمان نہیں کر سکتا۔ کہ یہ محض ایک سبز باغ قوت واہمہ نے مجھے دکھایا ہے مثلاً ایک طرف تو وہ ایسے ایسے خواب دیکھتا ہے۔ اور اتنی بڑی چیز اپنے سامنے رکھتا ہے۔ جو اگرچہ دنیا میں موجود نہیں۔ لیکن اس کے نزدیک ایک سچائی ہوتی ہے لیکن دوسری طرف اگر وہ مسلمان کے گھر پیدا ہوا۔ اور اس نے دینیات سے کچھ آگاہی حاصل کی ہے۔ تو

ایک اور تعلیم

اس کے سامنے آتی ہے۔ اور وہ یہ کہ انکسار سے کام لینا چاہیئے۔ طول امل میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ لمبی امیدیں نہیں کرنی چاہئیں۔ حرص و آز میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ لالچ ترک کر دینا چاہیئے۔ پہلے پہل طالب علم کی نظر ان دونوں پہلوؤں پر پڑ کر نادانستہ یا دانستہ چند صیا جاتی ہے کبھی تو وہ جانتا ہوتا ہے۔ کہ اس کے اندر

جذبات کی ایک جنگ

جاری ہے۔ اور کبھی وہ اسے مطلقاً محسوس نہیں کرتا۔ صرف ایک افسردگی اس کے قلب پر طاری ہوتی ہے۔ اور وہ اس کا سبب نہیں سمجھ سکتا۔ اگر آپ لوگوں میں سے ہر ایک اپنے گزشتہ ایام پر نظر ڈالے۔ تو اسے معلوم ہوگا۔ کہ بعض اوقات اُس پر ایسے آتے ہیں۔ کہ بلا سبب

طبیعت میں افسردگی

پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بسا اوقات اس پر ایسی ساعتیں گذری ہیں۔ جب تعلیمی شوق کے باوجود کالج کی تعلیم میں اسے کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی۔ یا جب کھانا اس کے حسب منشا ہونے کے باوجود اسے مزا نہیں دیتا۔ یا جب وہ دوستوں کی مجالس میں ان کی محبت کے اشتیاق کے باوجود خوشی محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ علیحدگی میں بھی جہاں اس کی اپنی بادشاہت ہوتی ہے۔ وہ جو چاہے بناتا اور جو چاہے گراتا ہے۔ ایسی خود مختار حکومت میں بھی وہ خوش نہیں ہوتا۔ اس پر ایک افسردگی چھائی ہوتی ہے۔ جس کا سبب اُسے معلوم نہیں ہوتا۔ یہ حالت بچوں پر بھی آتی ہے اور بڑوں پر بھی۔ اور جو لوگ حقائق سے واقف ہیں۔ وہ اس کا سبب

اندرونی جذبات کی جنگ

بتاتے ہیں۔ جن کی تفصیلات سے ہم واقف نہیں۔ لیکن ان سے متاثر ہوئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ جس طرح ایک بلند پہاڑ پر جانے والا شخص لمبی سانس کھینچتا ہے۔ اور اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا آہیں بھر رہا ہے۔ اور اس کے بغیر وہ رہ نہیں سکتا۔ یہی حال اندرونی جذبات کی جنگوں کے اثر کے متعلق ہوتا ہے۔ بہت بلند پہاڑ پر اگر کسی ایسے انسان کا رہنا فرض کر لیا جائے۔ جس کے ارد گرد مصنوعی طور پر ہوا کا پریشر بڑھا دیا جائے۔ اور ہوا کے بوجہ کثیف ہونے کے اسے لمبی سانس کھینچنے کی حاجت نہ رہے۔ تو وہ لمبی سانس کھینچنے والے کے متعلق یہی خیال کریگا کہ اسے کوئی سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اس لئے آہیں بھر رہا ہے۔ حالانکہ اسے کوئی صدمہ نہیں پہنچا ہوگا۔ بلکہ اُسے اسوقت جسمانی لحاظ سے فرحت حاصل ہو رہی ہوگی۔ اس کا سبب لطافت ہوا ہوگی۔ میدان میں چونکہ اسے کثیف ہوا میں سانس لینے کی عادت تھی۔ اور لطیف ہوا کی وہ مقدار جتنی کہ اس کے سینے کو سانس لینے کے لئے کھینچنے کی ضرورت تھی۔ ہوا کے بوجہ لطیف ہو جانے کے اس کی تسلی نہیں کر سکتی۔ اس لئے اسے لمبا سانس لینا پڑتا ہے۔ تا کافی ہوا اندر جا سکے۔ یا بعض دفعہ ایسے ممالک میں جانا پڑتا ہے۔ جہاں رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ وہاں ہوا کے بوجہ رطوبت بوجھل ہو جانے کے باعث انسان اس طرح محسوس کرتا ہے۔ جیسے کوئی چیز اُسے دبائے چلی جا رہی ہے۔ وہ سخت گھبراہٹ محسوس کرتا ہے۔ حالانکہ گرمی زیادہ نہیں ہوتی۔ جیسے جاپان کا علاقہ ہے۔ وہاں یہی حالت ہوتی ہے۔ جاپان میں تو شاید بہت کم لوگوں کو جانے کا موقعہ مل سکے۔ یہاں ہندوستان میں بمبئی۔ کراچی۔ یا کلکتہ میں ہی جا کر دیکھ لیا جائے۔ گرمی تو کم محسوس ہوگی پارہ بھی کم دکھائی دے گا۔ لیکن طبیعت میں ایسی گھبراہٹ ہوگی۔ کہ گرم سے گرم جگہ بھی ایسی نہیں ہو سکتی۔ جس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے۔ کہ ہوا میں رطوبت مل جانے کے باعث کثافت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اُسے بوجھل کر دیتی ہے۔ تو بہت سی چیزیں ہمارے قلب میں ایسی پیدا ہوتی ہیں۔ کہ نہ تو نظر آتی ہیں اور نہ اُن کے سبب معلوم ہو سکتے ہیں۔ صرف نتائج محسوس ہوتے ہیں اسی طرح بعض اوقات انسان ایک افسردگی محسوس کرتا ہے لیکن اس کا سبب اُسے معلوم نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں بیمار ہوں اور ایسا ہوتا بھی ہے۔ کہ بعض دفعہ طبیعت میں بیماری کے اسباب جمع ہو جانے کی وجہ سے ہی افسردگی پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر بعض اوقات اُس کا سبب جذبات کی جنگ اور conflicting emotions ہوتے ہیں۔ اور اب تحقیق ہوئی ہے۔ کہ

بعض بیماریوں کا سبب

جذبات کی جنگ ہوتی ہے۔ جسکا علاج اس جنگ کو دور کرنے سے خود بخود ہو جاتا ہے اسے انگریزی میں سائیکو اینیلسز کہتے ہیں۔ چونکہ جذبات جنگ نظر سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے جب ڈاکٹر پوچھتا ہے تمہیں کوئی تکلیف ہے۔ تو اسے نفی میں جواب دیدیا جاتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہیں درد ہے تو کہدیا جاتا ہے کہ نہیں لیکن پھر بھی طبیعت افسردہ رہتی ہے۔ کیونکہ اُسکی وجہ

دماغی تاثرات

ہوتے ہیں۔ اب تو یہاں تک معلوم ہوا ہے کہ بعض دفعہ دو سال کی عمر میں جذبات کو کوئی باریک سا صدمہ پہونچا۔ مگر اس کا اثر پچاس سال کی عمر تک رہا۔ بہت سے جسمانی علاج کئے گئے۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن جب ڈاکٹر نے اس طریق کو مد نظر رکھتے ہوئے جو میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ علاج کیا۔ تو وہ کیفیت دور ہو گئی۔ اور مریض صحت یاب ہو گیا۔ تو انسان کی زندگی میں یہ جنگ ہوتی ہے۔ اور میں نے محسوس کیا ہے۔ کہ مسلمان اور خصوصاً

احمدی طلباء

میں یہ زیادہ ہے۔ ایک طرف تو ان کے سامنے وسیع ارادے اور پرجوش امنگیں

ہوتی ہیں۔ اور دوسری طرف مذہبی امور جن کے متعلق انہیں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی امیدوں کو محو کر رہے ہیں۔ ان کے دل مذہب کے مصدق ہوتے ہیں۔ وہ اس کی سچائی دیکھ چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے اُسے بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ لیکن دوسری طرف دنیاوی باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کے متعلق عقل کہتی ہے۔ کہ یہ بھی صحیح ہیں۔ اس لئے انہیں بھی ترک نہیں کر سکتے۔ ایسی حالت میں ان میں سے بعض کے اندر ایسی جنگ شروع ہو جاتی ہے جس کا اثر ان کے ارادوں اور ان کی امنگوں ان کی صحت بلکہ ان کے دین پر بھی پڑتا ہے۔

قرآن کریم میں ان کیفیات کا ذکر

دو جگہ ہے۔ ایک جگہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے الھٰکم التکاثر حتیٰ زرتم المقابر۔ یعنی تم بھی عجیب انسان ہو۔ کہ تکاثر نے تمہیں تکلیف میں ڈال رکھا ہے۔ تمہاری امنگیں ختم ہونے میں ہی نہیں آتیں۔ تمہارے ارادے بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اس جاہ طلبی کے خیال اور اس آگے ترقی کرنے کی خواہش نے تمہیں ایسا خراب کر رکھا ہے۔ کہ تم کسی کام کے نہیں رہے۔ تمام اندرونہ تمہارا بگڑ چکا ہے۔ حتےٰ کہ موت تک تمہارے اندر کسی اصلاح کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔ یعنی امیدوں۔ امنگوں۔ ارادوں اور زیادت طلبی کو ایسے

بھیانک رنگ

میں پیش کیا ہے۔ کہ انسان خیال کرتا ہے۔ ان سب باتوں کو چھوڑ چھاڑ کر الگ ہو جائے۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے۔ کہ ایسے خیالات رکھنے والوں کو موت تک ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی۔ ایسی حالت کو دیکھکر انسان خیال کر سکتا ہے کہ اس جنگ کا خاتمہ ہو جانا چاہیئے۔ یعنی یا دُنیا کو چھوڑ دیا جائے۔ یا دین کو لیکن اس کے بعد ایک اور آیت ہے۔ جو اُسے

ایک نئی جنگ

میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ان امنگوں اور خواہشات کے متعلق یہاں تو فرمایا تھا کہ تکاثر کی وجہ سے تم غافل ہو گئے ہو۔ اور زیادت طلبی نے تمہیں دین سے محروم کر دیا ہے۔ لیکن دوسری جگہ فرمایا۔ انا اعطینٰک الکوثر۔ یعنی ہم نے تمہیں اتنی زیادتی بخشی ہے۔ کہ جس کے مقابلہ میں دنیا کی اور کوئی چیز نہیں ٹھیر سکتی۔ کوثر عربی زبان میں ایسی

وسیع زیادتی

کے لئے بولا جاتا ہے۔ جو انتہا سے بھی آگے ہو۔ مگر یہ کوثر بطور سزا نہیں بلکہ فرمایا۔ فصل لربک وانحر۔ تو خوش ہو۔ کہ خدا نے تجھے اس قدر زیادتی عطا کی۔ پس کثرت اگر ایسی ہی بُری چیز تھی۔ تو چاہیئے تھا۔ حکم ہوتا۔ اس کے لئے استغفار کرو۔ مگر فرمایا۔ یہ سزا نہیں۔ بلکہ انعام ہے۔ پس تو خوش ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ

خدا تعالےٰ کے انعامات

میں سے ایک انعام ہے۔ پھر دُوسری جگہ فرمایا۔ اھدنا الصراط المستقیم یعنی دُعا سکھائی گئی ہے کہ اے خدا تو نے جو جو کچھ کسی کو دیا۔ وُہ مجھے بھی دے۔ اب غور کا مقام ہے۔ کہ یہاں تو خدا تعالےٰ نے خود سکھایا ہے۔ کہ تم تکاثر طلب کرو۔ اور پھر یہ دعا بھی سکھائی۔ کہ جو جو انعام دنیا میں کسی کو ملا ہے وُہ سب ہمیں دے۔ پھر یہ کیا معمہ ہے۔ کہ ایک آیت میں تو تکاثر کو موجب تباہی بتایا۔ اور دُوسری میں سکھایا ہے۔ کہ کسی چیز پر بس ہی نہ کرو۔ بلکہ کہو جو جو کچھ دنیا میں کسی کو ملا۔ وُہ سب ہمیں مل جائے۔ گویا جب روکا تو بالکل ہی روک دیا۔ اور جب منگوایا۔ تو اتنا کہ حساب ہی نہیں۔

لیکن یہ دونوں چیزیں اضداد نہیں۔ اور ترقی میں روک ہمیشہ وہی چیزیں ہوتی ہیں۔ جو اضداد ہوں۔ ان سے انسان گھبرا جاتا ہے۔ کہ کسے چھوڑے اور کسے پکڑے۔ قرآن کی ان دونوں آیتوں میں سے ایک میں تو کہا گیا ہے۔ کہ تمہاری حد سے بڑھی ہوئی امنگوں نے تمہیں برباد کر دیا۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ امنگیں تباہ کُن ہوتی ہیں۔ مگر دوسری میں بتایا ہے۔ کہ

دُنیا کی ہر نعمت طلب کرو

اس سے معلوم ہوُا۔ کہ امنگیں بُری نہیں۔ بلکہ امنگ اتنی وسیع رکھنے کو کہا ہے۔ کہ دُنیا کا کوئی نمونہ سامنے رکھا ہی نہیں۔ دنیا میں عام طور پر قاعدہ ہے۔ کہ کسی بڑے آدمی کو سامنے رکھکر اس جیسا بننے کی خواہش کی جاتی ہے مثلاً کوئی جرنیل یہ کہیگا۔ کہ مجھے اتنا عروج حاصل ہو۔ کہ میں نپولین کو بھی مات کر جاؤں۔ لبرل کہیگا۔ میں گلیڈسٹون کو پیچھے چھوڑ جاؤں۔ اور کنسرویٹو خواہش کرے گا۔ بیکنسفیلڈ میرے سامنے کچھ حقیقت نہ رکھے۔ اسی طرح ہمارے پرانے خیالات کے مسلمان بھائیوں کی نظر ہمیشہ افلاطون۔ سقراط اور بقراط پر جا پڑتی ہے۔ انہیں اپنی قوم کا کوئی آدمی ایسا نظر نہیں آتا۔ کہ اس جیسا بننے کی خواہش کریں۔ مگر اسلام بتاتا ہے۔ یہ

دون ہمتی

ہے۔ کہ یہ دُعا کی جائے۔ میں افلاطون ہو جاؤں۔ یا نپولین بن جاؤں۔ یا بیکنسفیلڈ یا پٹ بن جاؤں۔ یا کوئی مقرر خواہش کرے میں برک ہو جاؤں یا مورخ میکالے بننے کی خواہش کرے۔ ڈرامانویس شیکسپیر بننا چاہے اور شاعر گیٹی بن جانے کی آرزو رکھے۔ بلکہ اسلام سکھاتا ہے۔ تم یہ دُعا مانگو۔ کہ ہم سب کچھ بن جائیں۔ اور

جملہ کمالات کے جامع

ہوں۔

دیکھو ہم ایسے نبی کی اُمت ہیں۔ جس میں تمام انبیاء کے کمالات موجود تھے۔ ہم حضرت عیسیٰؑ کے متبع نہیں۔ کہ دعا مانگیں۔ ان کے سے کمال ہمیں مل جائیں۔ یا حضرت موسیٰؑ کے پیرو نہیں۔ کہ اُن کے کمالات حاصل ہونے کی دُعا کریں۔ بلکہ ہم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت

ہیں جس نے سب انبیاء کے کمالات اپنے اندر جمع کر لئے تھے۔ اس لئے ہمیں بھی یہی خواہش اور امنگ رکھنی چاہیئے۔ کہ ہم تمام کمالات کے جامع ہوں۔ اور سورہ فاتحہ کی دعا اپنے اندر اس قدر وسیع مطالب رکھتی ہے کہ نظر نہیں آتا۔ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے انسان نے اپنے سامنے اس قدر وسیع Imagination رکھا ہو۔ سب اس سے نیچے ہی ہیں۔ اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ تو

ناممکن سی بات

معلوم ہوتی ہے۔ اس قدر کمالات انسان کس طرح اپنے اندر جمع کر سکتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ انسان کو بڑا بنانے کے لئے ہمیشہ ناممکن چیزیں ہی اس کے سامنے رکھی جاتی ہیں۔ نپولین نے کہا تھا۔ ناممکن کے معنے مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکے اگرچہ میں ہمیشہ سے یہ لفظ سُنتا آیا ہوں۔ یہ سائیکالوجی کا اصول ہے۔ کہ

ممکنات کے حصول کے لئے

انسان جب تک ناممکنات میں نہیں پڑتا۔ وُہ کبھی کامیاب بھی نہیں ہو سکتا۔ انسان کا دماغ ایک چھلنی کی طرح ہے۔ اس میں ساری چیزیں نہیں ٹھیر سکتیں۔ جو آتی ہیں۔ ان میں سے ایک قلیل حصہ اس میں ٹھہرتا ہے۔ باقی بہُت سا نکل جاتا ہے۔ ہر لحظہ انسان بیسیوں چیزیں دیکھتا ہے۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ انسان ایک سیکنڈ میں صرف ۲۰ - چیزیں ہی دیکھتا ہے۔ تو ایک منٹ میں وُہ بارہ سَو دیکھے گا۔ لیکن کیا وُہ سب اسے یاد رہ جاتی ہیں۔ یاد صرف تین۔ چار ہی رہیں گی۔ کیونکہ

دماغ کی چھلنی

باقی سب کو نیچے پھینک دے گی۔ تو جب تک انسان بہُت بڑا ہاتھ نہیں مارتا۔ وُہ کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی مچھلی پکڑنے والا یہ خیال کرے۔ کہ میں صرف موٹی موٹی مچھلیاں پکڑوں گا۔ تو وُہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ وُہ جال پھینک دیتا ہے۔ اور سب کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی خود ہی جال سے نکل جاتی ہیں۔ اور بڑی ہاتھ آ جاتی ہیں۔ بعینہٖ یہی حالت ہر انسان کی ہے۔ اس کے سامنے اگر چھوٹا مقصد ہو۔ تو وُہ اس سے بھی پیچھے رہ جاتا ہے۔ لیکن اگر بڑا اور بلند ہو تو اس کے مطابق ہی وُہ ترقی کرنے کی بھی کوشش کرے گا۔ تو

ترقیات کی خواہش

اسلام کے خلاف نہیں۔ بلکہ اس کے عین مطابق ہے۔ پھر سوال ہوتا ہے۔ وُہ کیا بات ہے۔ جس سے اسلام روکتا ہے اس انکسار کا کیا مطلب ہے۔ جو اسلام سکھاتا ہے۔ اس حرص و آز سے بچنے کے کیا معنی ہیں۔ جسے اسلام بُرا قرار دیتا ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حرص و آز اور لاطائل امنگوں اور ترقی والی امنگوں میں بہُت بڑا فرق ہے۔ اسلام امنگ سے نہیں۔ بلکہ غلط امنگ سے روکتا ہے۔ اسلام واہمہ سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ غلط واہمہ سے منع کرتا ہے واہمہ پر ہی تو

انسانی ترقی کی بُنیاد

ہے۔ اگر انسان کے اندر سے اسے نکال دیں۔ تو وہ مردار رہ جاتا ہے۔ یہ سب کرشمے قوت واہمہ ہی کی پرواز کا نتیجہ ہیں۔ اس سے روکنا ایسا ہی ہے۔ جیسے ایک پرندے کے پر کاٹ دیئے جائیں۔ اسلام پرواز سے نہیں روکتا۔ بلکہ اس سے روکتا ہے۔ کہ ہماری قوت واہمہ غلط پرواز نہ کرے۔ جس سے اسلام روکتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم پرواز کی نقل کریں۔ لیکن اصل میں پرواز نہ کریں۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے آپ لوگوں نے بعض اوقات دیکھا ہوگا کہ پالتو مرغ اڑنے کے لئے پر جھاڑتے ہیں۔ لیکن وُہ زمین سے نہیں اُٹھ سکتے۔ اسی طرح بعض انسان بھی پر مار کر ہی رہ جاتے ہیں۔ وُہ دوڑ کی نقل کرتے ہیں۔ مگر اصل میں نہیں دوڑتے جیسے بعض اوقات کسی کو دھوکہ دینے کے لئے یونہی پاؤں مارے جاتے ہیں۔ سو اسلام پرواز سے نہیں روکتا۔ بلکہ اس سے روکتا ہے۔ کہ پرواز کی نقل کرو۔ مگر پرواز نہ کرو۔ اسلام نقل کو بہُت ناپسند کرتا ہے۔ اور شاید یہی وجہ ہے۔ کہ

مسلمان ڈراما میں

کامیاب نہیں ہوئے۔ انہوں نے ہر فن میں کمال پیدا کیا۔ ان میں عیوب بھی آگئے۔ مگر تھیئٹر ان میں نہیں آیا۔ شراب خانے بھی ان میں کھلے ہیں مسلمان عورتیں فاحشہ بھی ہو جاتی ہیں۔ جوأ بازی بھی مسلمانوں میں ہے۔ لیکن ان میں تھیئٹر نہیں آیا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ مسلمان کے دماغ میں روز اول سے یہ بات کچھ اس طرح گھس گئی ہے کہ ہمیں (Reality) حقیقت تک ہی رہنا چاہیئے نقل کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے۔ اور یہ بات باوجود خطرناک تنزل کے ان سے علیحدہ نہیں ہوئی۔ پس ضروری ہے کہ ہم اڑیں۔ بلکہ اھدنا الصراط المستقیم میں

بلند پروازی

ہمارے لئے فرض کر دیگئی ہے۔ اور یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ہم بہت بڑا Ideal اپنے پیش نظر رکھیں جس سے باہر کوئی چیز نہ ہو کیونکہ جب امید وسیع ہو تو کوشش بھی اسی کے مطابق وسیع ہوتی ہے۔ پاگل انسان کو دیکھ لو وہ خیال کرتا ہے میں بہت قوی ہوں۔ اور دیکھا گیا ہے۔ واقعی وہ معمول سے بہت زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔ اور ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ کہ کمزور سے کمزور پاگل بھی مضبوط سے مضبوط آدمی کو اٹھا کر پھینک دیتا ہے۔ وہ یہ خیال کر لیتا ہے کہ دنیا میرے سامنے حقیر ہے۔ میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ

اعصاب کی انتہائی قوت

صرف کر دیتا ہے۔ لیکن جو یہ خیال کرے۔ کہ میں کمزور ہوں اس کے اعصاب بھی اتنی ہی ہمت دکھلاتے ہیں جتنا اس کا خیال ہوتا ہے ؛

اب تحقیقات ہوئی ہے کہ انسان کے اندر دیگر حسیات کی طرح اندازہ کی بھی ایک حس ہے۔ آپ چھوٹے بچے کو ایک تھپڑ پورے زور سے ماریں۔ لیکن ہاتھ اس کے جسم پر اتنے زور کا ہی پڑے گا جسے وہ برداشت کر سکے لیکن مضبوط آدمی کو مارو۔ تو اسے بہت زیادہ چوٹ محسوس ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اندرونی اعصاب اندازہ کر لیتے ہوتے ہیں جس کے مطابق قوت صرف ہوتی ہے۔ اور نتائج مختلف نکلتے ہیں۔ چونکہ ہوشمند انسان کے دل میں ایک مخفی خیال یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ کہیں زیادہ زور پڑنے سے میرے اعصاب ٹوٹ نہ جائیں۔ اس لئے وہ کچھ قوت بطور

ریزروفورس

محفوظ رکھتا ہے۔ اور اسے خرچ نہیں کرتا لیکن پاگل کے اندر چونکہ یہ خیال نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ پوری طاقت صرف کر دیتا ہے ؛

ایک دفعہ یہاں ایک عورت پاگل ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول عورتوں میں درس قرآن دے رہے تھے۔ کہ اس نے آکر کہا۔ چونکہ یہاں سب لوگ میرے دشمن ہو گئے ہیں۔ اور میرے درپئے آزار ہیں۔ اس لئے میں اب زندہ رہنا نہیں چاہتی۔ یہ کہہ کر اس نے کھڑکی کھولی تا نیچے کود جائے۔ حضرت

خلیفہ اول نے عورتوں سے کہا۔ اسے پکڑ لو کئی ایک عورتیں آ کر لپٹ گئیں لیکن وہ ان سب سے چھوٹ چھوٹ جاتی۔ اس پر آپ نے خود اسے پکڑا۔ ایسے موقعہ پر پردہ وغیرہ کا تو کوئی سوال ہی نہیں رہ جاتا۔ مگر باوجود اسکے کہ آپ ایک قوی اور مضبوط آدمی تھے اور یہ آپ کی وفات سے سات آٹھ سال قبل کا واقعہ ہے اس وقت آپ کا جسم مضبوط تھا۔ مگر پھر بھی میں تو وہاں نہیں تھا۔ مجھے گھر کی عورتوں نے بتایا، وہ آدھی آدھی کھڑکی سے لٹک جاتی تھی۔ اسکی وجہ یہی تھی۔ کہ حضرت خلیفہ اول کی طاقت

محدود دائرہ

میں خرچ ہو رہی تھی۔ کیونکہ آپ کی عقل ریزروفورس کے استعمال کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اور وہ بوجہ فاترالعقل ہونے کے تمام قوت صرف کر رہی تھی۔ تو جتنا بڑا انسان کا اندازہ ہو۔ اسی کے مطابق قوت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اسی سے دھوکہ کھا کر بعض لوگوں نے ایک نیا علم مسمریزم جاری کیا ہے تھیوسافیکل سوسائٹیاں اسی خیال کی تنویع ہیں۔ جوں جوں انسان کے حوصلے بلند اور ارادے وسیع ہوتے ہیں۔ اسی کے مطابق وہ قوت بھی صرف کر سکتا ہے

اسلام تعلیم دیتا ہے

کہ ارادے بلند رکھو۔ لیکن ان کے مطابق عمل بھی کرو۔ اڑو جتنا اڑ سکتے ہو۔ اور نیت یہ ہو۔ کہ ہم نے آسمان پر پہنچنا ہے یہ نہیں کہ بیٹھے تو رہو زمین پر مگر سمجھو یہ کہ ہم آسمان پر پہنچ جائینگے گویا ارادہ اور امنگ اتنی رکھو۔ جتنی کے لئے تم قربانی کر سکتے ہو جس کے لئے قربانی نہیں کر سکتے۔ اس سے اسلام روکتا ہے اسی طرح ایک امنگ ایسی بھی ہوتی ہے۔ جس میں دوسرے کا نقصان ہوتا ہے۔ یہی خیال ہوتا ہے کہ میں بڑا بنجاؤں اور فلاں ذلیل ہو جائے۔ یہ حسد ہے اس سے بھی اسلام نے روکا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ مسلمان کے سامنے اھدنا الصراط المستقیم کا Ideal رکھا گیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ خدا تعالے کے ہاں انعامات کی کمی نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ زید گرے تو میں اسکی جگہ لوں۔ تو اسکے یہ معنے ہیں کہ وہ

خدا پر بدظنی

کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ خدا کے پاس جو کچھ تھا۔ وہ تو اس نے فلاں شخص کو دیدیا۔ اب اور کچھ نہیں جو مجھے دے۔ اس سے اسلام روکتا ہے پس اسلام دو قسم کی امنگوں سے روکتا ہے۔ ایک تو وہ جن کے خلاف انسان کی کوشش ہو۔ اور دوسری وہ جو نیکی کی مخالف ہوں۔ جو انسان امنگ تو دل میں رکھتا ہے مگر اس کے مطابق کوشش نہیں کرتا۔ وہ

اپنے نفس کو دھوکا

دیتا ہے اور منافقت کرتا ہے جو شخص دوڑتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ میں گھوڑے سے زیادہ دوڑونگا۔ اس میں ضرور عام حالات سے زیادہ طاقت آجائیگی۔ لیکن جو چارپائی پر لیٹا رہتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ گھوڑے سے بھی تیز بھاگوں۔ تو اس کا نتیجہ سوائے اس کے

کچھ نہیں ہوگا کہ اسکے اندر منافقت۔ بزدلی۔ اور سستی پیدا ہو جائیگی ؛

جن امنگوں کے مطابق انسان کی کوشش ہو وہ جائز بلکہ ضروری ہیں لیکن اگر کوئی ایسے ارادے کرتا ہے جن کے مطابق اس کا عمل نہیں تو ان سے اسلام روکتا ہے یا اس سے روکتا ہے جس میں دوسرے کا نقصان چاہا جائے کیونکہ اس سے اپنی

نیکی برباد

اور خدا تعالی پر بدظنی ہوتی ہے پس یہ دونوں متضاد چیزیں نہیں اسلئے امنگیں رکھو۔ مگر انکے ساتھ کوشش بھی کرو۔ جتنی امنگ بلند ہو۔ اتنی ہی مفید ہے۔ سوائے ان امنگوں کے جنکو خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے مثلاً مردہ زندہ کرنا۔ ایسی امنگ ادب کے خلاف ہونیکی وجہ سے ناجائز ہے۔ یا پھر بعض ایسی باتیں ہیں۔ جنکے متعلق خدا نے خود کہدیا ہے کہ مانگنے سے نہیں ملا کرتیں۔ میں خود جسے چاہوں دیتا ہوں۔ مثلاً نبوت ہے۔ اس کا مانگنا بھی ناجائز ہے

پس طلبا کو ایک تو میری نصیحت یہ ہے۔ کہ

بلند ارادے رکھو

اور یہ خیال مت کرو۔ کہ اسلام امنگوں سے روکتا ہے اسلام صرف منافقت یا دوسروں سے حسد سے روکتا ہے۔ ورنہ سب سے بلند ارادوں کا حق صرف مسلمان کو ہی ہے مگر جب ساتھ کوشش بھی ہو

صوفیار کی بعض کتب

سے لوگوں کو دھوکہ لگ جاتا ہے۔ کچھ دن ہوئے ایک سماٹری طالب علم نے تصوف کی ایک کتاب کے متعلق مجھے کہا مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتا۔ اس میں کیا لکھا ہے۔ یہ بار بار آتا ہے۔ کوئی نیت مت کرو کوئی ارادہ مت کرو جہاں خدا تعالے نے کھڑا کیا ہے وہیں کھڑا رہ۔ لیکن یہ در اصل اس کی اپنی کوتہ فہمی تھی۔ ورنہ یہ تو یہ کتاب پڑھی ہے مجھے تو وہ بہت پیاری معلوم ہوتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول نے پڑھائی تھی۔ اور فرمایا تھا میرے نزدیک جو کتابیں بہترین ہیں۔ وہ پڑھا دیتا ہوں۔ اور قرآن۔ بخاری اور فتوح الغیب پڑھائی تھی۔ اور پڑھایا۔ ایسی حالت میں کہ مجھے کوئی اعتراض بھی نہیں کرنے دیتے تھے اور فرماتے تھے۔ تم یہ پڑھ لو۔ باقی

علم خدا خود سکھاتا ہے

عام لوگوں کو تو یہ کتابیں شاید جہالت سے نکالنے کے لئے بھی کافی نہ ہوں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ انسان خواہ جتنا بھی چاہے علم پڑھ جائے۔ مگر خدا کے فضل کے بغیر وہ جہالت سے نہیں نکل سکتا۔ علم خدا ہی جسے چاہے سکھاتا ہے۔ اس لئے میں یہ نصیحت بھی طلبا کے لئے ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس دھوکہ میں نہ پڑیں۔ کہ انسان

علم پڑھنے سے عالم

بنجاتا ہے۔ ایک محقق نے کیا ہی اچھی بات بیان کی ہے کہ تم ہمیشہ کے لئے دنیا کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اور ایک ہی وقت میں ساری دنیا کو دھوکہ میں نہیں رکھ سکتے۔ اسی طرح اگرچہ یہ بات اسکے الٹ ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ کوئی علم ایسا نہیں۔ جو انسان کی ساری عمر اور اسکے سارے حالات پر حاوی ہو۔ علم کے معنی خزانہ کے ہیں یعنی وہ چیز جو پاس

اور جب چاہیں۔ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یا وہ ایک خادم کی طرح ہے۔ کہ اسے آواز دیں۔ اور وہ حاضر ہو جائے۔ وگرنہ وہ ناک۔ کان۔ آنکھ کی طرح ہر وقت ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ بعض لوگ طب یا فلسفہ بہت کوشش سے پڑھتے ہیں۔ مگر پھر بھی ایسے اوقات ان پر آتے ہیں۔ کہ ان کے ذہن میں اس علم کی کوئی بھی بات نہیں ہوتی ہاں جس وقت انہیں ضرورت ہو۔ اور وہ اسے یاد کریں۔ تو وہ حاضر ہو جاتا ہے۔ کسی بہترین ڈاکٹر یا وکیل کے دماغ میں بھی ہر وقت ادویات یا قانونی باتیں نہیں رہ سکتیں عام حالات میں وہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے کوئی جاہل زمیندار۔ جب وہ باہم دوستوں سے ملتے ہیں۔ تو اپنے علم کی باتیں اس وقت ان کے ذہن میں نہیں ہوتیں۔ بلکہ وہ عام لوگوں والی ہی گفتگو کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ سناؤ خیریت ہے۔ بال بچے راضی ہیں۔ اتنی مدت کہاں رہے۔ اسوقت انکی ساری گفتگو میں ایک بات بھی خاص علم کی نہیں ہوگی۔ اس وقت وہ ایسے ہی جاہل ہونگے۔ جیسے ایک ان پڑھ زمیندار۔ اور دیکھو۔ کامل سے کامل آدمی بھی اپنے بیوی بچوں میں عالمانہ گفتگو نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے بھی وہی جذبات اور وہی افکار ہوتے ہیں۔ جو ایک جاہل کے دماغ میں۔ ان میں مطلقاً کوئی فرق نہیں ہوگا۔ پس اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ عالم سے عالم آدمی کا بھی

بہت ہی قلیل وقت

علم کے ماتحت صرف ہوتا ہے۔ پس عالم اسے نہیں کہنا چاہئے۔ جو کتابیں پڑھ لے۔ بلکہ عالم وہ ہے۔ جو اپنے علم کو اپنے سامنے اس طرح حاضر کرتا رہے۔ کہ اس کی

زیادہ سے زیادہ گھڑیاں

علم میں گذریں۔ میرے خیال میں ننانوے فیصدی اور ایسا بھی میں انسانیت کے ادب کے خیال سے کہہ رہا ہوں۔ ورنہ سو فی صدی لوگ ہی ایسے ہیں۔ جو خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ عالم ہیں۔ مگر ان کے اکثر اوقات جہالت میں گذرتے ہیں۔ پس عالم وہ نہیں۔ جو کتابیں پڑھ لے۔ بلکہ وہ ہے۔ جس کے اندر علم داخل ہو جائے قرآن کریم نے علم کا نام

صبغۃ اللّٰہ

رکھا ہے۔ اور رنگ ایسی چیز ہے۔ جو ہر ذرہ کو اپنے رنگ میں رنگین کر لیتی ہے۔ اسی لئے اسلام نے علم کا نام تصبیغ رکھا ہے۔ رنگ ہر جگہ نمایاں نظر آتا ہے۔ اور کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتا۔ تو شریعت نے علم الٰہی کا نام

اللہ کا رنگ

رکھا ہے۔ قرآن شریف نے فرمایا ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ بڑے بڑے فلاسفر جو خدا تعالےٰ سے نہیں ڈرا کرتے۔ اس لئے وہ عالم نہیں۔ کیونکہ وہ علم سے کام نہیں لیتے۔ ان کا علم ان کے کھانے پینے۔ پہننے اور بیوی بچوں میں رہنے غرضیکہ

تمام حالات پر حاوی

نہیں ہوتا۔ ان کا علم ایک پیشہ کے طور پر ہوتا ہے۔ جیسے سپہ گری کا پیشہ ہے۔ جب لڑائی کا وقت آئے۔ سپاہی تلوار اٹھا لیتا ہے مگر بعد میں اسے علیحدہ کر کے رکھدیتا ہے۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی علم کو بطور پیشہ اختیار کیا ہوتا ہے۔ علم رنگ بن کر ان پر نہیں چڑھا ہوتا۔ بلکہ اس کی حیثیت ایک کپڑے کی سی ہے۔ جب ضرورت ہوئی۔ اوڑھ لیا۔ اور پھر اتار کر رکھدیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں عالم ہوں۔ میں سوتے ہوئے بھی گویا جاگتا ہوں۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ سوتے ہوئے بھی علم الٰہی میرے دل میں موجیں لے رہا ہوتا ہے۔ اور یہی

حقیقی علم

ہے۔ کہ انسان ہر وقت اس نشہ میں سرشار رہے۔ یہی علم کا حقیقی مقصد ہوتا ہے۔ کہ انسان اس علم کی روح پر جسے اس نے پڑھا ہے۔ ہر وقت حاوی رہے۔ دو طالب علم ایک ہی مدرسہ میں قانون کی ایک ہی کتابیں پڑھتے ہیں۔ مگر ایک معمولی وکیل بنتا ہے۔ اور دوسرا بہت ہی کامیاب پریکٹس کرتا ہے بعض اوقات اگر آپ کامیاب وکیل سے کوئی دفعہ پوچھیں۔ تو وہ بغیر کتاب دیکھنے کے نہیں بتا سکے گا۔ لیکن دوسرا معمولی وکیل جھٹ بتا دیگا۔ حالانکہ پہلے کی شہرت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور دوسرے کی کچھ بھی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ کامیاب وکیل نے قانون کے سطحی الفاظ تک اپنے آپ کو محدود نہیں رکھا ہوتا بلکہ اس کی روح کو اپنے اندر جذب کر لیا ہوتا ہے۔ گو اس کی شقیں اسے زبانی یاد نہ ہوں۔ لیکن تقریر کے وقت جج کو اس کی باتوں کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ حالانکہ معمولی دفعہ دیکھنے کے لئے بھی اسے کتاب کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن دوسرے نے قانون کی روح کو اپنے اندر جذب نہیں کیا ہوتا۔ اس لئے وہ کامیاب نہیں ہوتا۔

پس علم پڑھو۔ اور اس طرح پڑھو۔ کہ وہ

تمہاری زندگانی کا ایک جزو

ہو جائے۔ اور زندگی کی تمام حرکات پر حاوی ہو۔ اگر تم میں سے کوئی قانون پڑھتا ہے۔ تو وہ اسے اس طرح پڑھے۔ کہ قانون اس کی ہر بات سے ٹپک رہا ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ قانون کی دفعات اپنی روزمرہ کی گفتگو اور عام حالات میں استعمال کر کے اپنے دوستوں کو پریشان کر دے۔ اور وہ اس کے نزدیک بھی نہ پھٹکیں۔ اور اس کی مثال ایسی ہو جائے۔ جیسے کہ

گورداسپور میں ایک مسلخواں

تھے۔ اس کام میں انہیں اتنا شغف تھا۔ کہ وہ کوئی کام بغیر مسل کے کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بیوی کو بھی حکم دے رکھا تھا۔ کہ کوئی بات بغیر مسل پیش کئے مجھ سے نہ کہا کرو۔ بیوی بیچاری بھی مجبور تھی۔ کیا کرتی۔ آپ گھر میں آتے۔ اور بیوی کسی چیز کے منگانے کے متعلق کہتی۔ تو حکم ہوتا۔ اچھا مسل پیش کرو۔ وہ مسل پیش کرتی۔ تو اسے حکم ہوتا۔ اچھا کیفیت سناؤ۔ وہ بتاتی۔ کہ دو پیسہ کا نمک آیا تھا۔ وہ فلاں فلاں کھانے میں خرچ ہوا۔ اور اب اس قدر کی اور ضرورت ہے۔ آپ یہ سب سنکر حکم دیتے۔ اچھا دو پیسہ کا اور نمک خریدنے کی منظوری دی جاتی ہے اتفاق ایسا ہوا۔ کہ گورداسپور کی ایک عدالت سے کچھ مسلوں کی چوری ہو گئی۔ گورنمنٹ نے اعلان کیا۔ کہ سراغ لگانے والے کو انعام دیا جائیگا۔ ان کے پڑوسی روز مسلوں کے جھگڑے ان کے گھر میں سنتے رہتے تھے۔ ان میں سے کسی نے رپورٹ کر دی۔ کہ مسلیں ان کے گھر میں ہیں۔ پولیس نے تلاشی لی۔ تو وہ نمک۔ مرچ کی مسلیں نکلیں۔

یہ مطلب نہیں

کہ قانون پڑھنے والے طلباء قانونی دفعات کا اپنی روزمرہ کی گفتگو اور دوست احباب کی مجالس میں استعمال شروع کر دیں۔ اور اپنے اردگرد سے تمام دوستوں کو پریشان کر کے بھگا دیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ قانون جو روح ان کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ ان کے اندر پیدا ہو جائے۔ اسی طرح طب جو روح پیدا کرنا چاہتی ہے۔ وہ علم طب حاصل کرنے والے اپنے اندر پیدا کریں۔

اس کے بعد میں ایک اور بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہمارے عزیزوں کو

قومی کاموں میں بھی حصہ لینا چاہئے

کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ گورنمنٹ حکم دیتی ہے۔ طلباء کانگریس اور دیگر سیاسی تحریکات میں حصہ نہ لیں۔ لیکن طالب علم کہتے ہیں۔ نہیں۔ ہم ضرور حصہ لینگے۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ دینی کاموں میں ضرور حصہ لو۔ اور طالب علم نہیں لیتے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے۔ کہ کہتے ہیں۔

ایک شخص کی بیوی

ہمیشہ الٹ ہی کیا کرتی تھی۔ اگر خاوند کہتا۔ آج میں چاول کھاؤنگا تو وہ ضرور روٹی پکاتی۔ خاوند نے بھی اس کی عادت کو سمجھ لیا۔ جس دن اس کا دل چاول کھانے کو چاہتا۔ وہ کہدیتا۔ آج ضرور روٹی پکانا۔ اور اس دن ضرور چاول پک جاتے۔ جنہیں وہ مزے سے کھاتا بھی جاتا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا جاتا۔ کہ میں نے تو روٹی کے لئے تمہیں کہا تھا۔ پھر بھی تم نے چاول ہی پکائے۔ ایک دفعہ وہ دونوں کسی دریا میں سے گذر رہے تھے۔ وہاں مرد اپنا اصول بھول گیا۔ اور بیوی سے کہدیا۔ کہ مجھے مضبوط پکڑے رکھو بیوی نے اسے جھٹ چھوڑ دیا۔ اور وہ دریا میں بہہ گئی۔ اس شخص نے دریا کے اوپر کی طرف اس کی تلاش شروع کی۔ کسی نے کہا۔ میاں بہنے والا نیچے جایا کرتا ہے۔ اس لئے نیچے کی طرف تلاش کرو۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ میری بیوی ہمیشہ الٹ ہی کیا کرتی تھی۔ اس لئے ضرور اوپر کی طرف ہی گئی ہوگی۔ تو شاید طالب علموں میں بھی ایسی روح ہوتی ہے۔ کہ جس کام کے متعلق کہا جائے۔ نہ کرو۔ اسے وہ ضرور کرنا چاہتے ہیں۔ اور جس کے کرنے کے لئے کہا جائے۔ اسے نہیں کرتے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے بچوں میں یہ روح یقیناً نہیں ہوگی۔ اور انکے اندر مسلمانوں والی

سیدھی سادی روح

ہوگی۔ اس لئے انہیں کچھ نہ کچھ وقت [illegible]

بیٹے۔ بیٹے لاہور میں بھی طلباء کو جب یہی نصیحت کی تھی۔ تو بعض نے کہا تھا۔ کہ لوگ ہماری سنتے نہیں۔ بیٹے جس طرح یہ کہا ہے۔ کہ علم اس طرح سیکھو کہ وہ تمہارے جسم کے ہر حصہ میں جذب ہو اور ہر سکون و حرکت سے اس کا اظہار ہو۔ اسی طرح یہ بھی کہتا ہوں۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تبلیغ بھی بغیر

خاص جوش اور جنون

کے نہیں ہو سکتی۔ تمہارے اندر یہ روح ہونی چاہیئے۔ کہ ہمیں جو چیز ملی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اسے دنیا تک پہنچائیں۔ کیونکہ اگر یہ چیز اسے نہ ملی۔ تو وہ ضرور تباہ ہو جائے گی ÷

بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں۔ تم دنیا کو کافر کہتے ہو تمہاری بات کیوں سنیں۔ انہیں بتانا چاہیئے کہ دنیا کے اندر کونسی سچائی ہے جسے ترک کر دینے والا نقصان نہیں اٹھاتا۔ اگر کوئین بخار کے لئے مفید ہے۔ تو اس کو چھوڑنے والا ضرور بخار میں مبتلا ہو جائے گا۔ اسی طرح جب

ایک مامور

دنیا میں آیا۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اسے نہ ماننے والا نقصان نہ اٹھائے۔ کفر کوئی گالی نہیں۔ بلکہ یہ اسی نقصان کا نام ہے اور جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے۔ کفر گالی ہے۔ اگر کسی صداقت کے انکار سے کوئی بھی نقصان نہ ہو۔ تو وہ سچائی سچائی ہی نہیں بلکہ جھوٹ ہے۔

کفر کے معنے

نقصان کے ہیں۔ ہر سچائی اپنے مقابل میں ایک ضرر رکھتی ہے اور اسی

ضرر کا نام کفر ہے

جو شخص ایک سوئی کا بھی انکار کرے گا۔ وہ بھی نقصان اٹھائے گا اور کپڑے نہیں سی سکے گا۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک انسان

خدا کے ایک مامور کا انکار کرے

اور اسے کوئی ضرر یا نقصان نہ پہنچے۔ بعض دفعہ ایک انسان جھوٹ بول دیتا ہے۔ اس کے متعلق ہم یہ تو ضرور کہیں گے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے لیکن یہ نہیں کہیں گے۔ کہ یہ جھوٹا ہے۔ مگر جب جھوٹ بولنا اسکی عادت ہو جائے گی۔ تو پھر اسے جھوٹا ہی کہا جائے گا۔ اسی طرح بعض اوقات نرم سے نرم دل آدمی بھی کسی سے لڑ پڑتا ہے۔ مگر ہم اسے لڑاکا نہیں کہتے لیکن جب یہ عادت حد سے زیادہ بڑھ جائے۔ تو اسے لڑاکا ہی کہا جائے گا۔ اسی طرح بعض اوقات ڈاکو بھی رحم کر دیتے ہیں لیکن انہیں رحم دل نہیں کہا جاتا۔ لیکن جب ان کا رحم زیادہ بڑھ جائے۔ تو انہیں بھی رحم دل کہہ دیا جاتا ہے۔

اسی طرح کفر ہے۔

ہر چیز کے مقابلہ میں کفر

ہے۔ جب تک وہ محدود حالت کے اندر ہو۔ ہم کہتے ہیں اس میں فلاں برائی ہے۔ لیکن جب اس میں برائی حد سے بڑھ جائے تو اسے نیک کہا جاتا ہے۔ دنیا میں کونسا ایسا پھل ہے۔ جس میں کوئی نقص یا کمی نہ ہو۔ لیکن عام طور پر کہا بھی جاتا ہے۔ کہ فلاں پھل بہت اچھا ہے۔ پھر جب وہ سڑ جائے تو کہتے ہیں۔ خراب ہو گیا۔ حالانکہ اس میں بعض دانے اچھے بھی ہوتے ہیں ÷

پس جب یہ صحیح ہے کہ نیکی کے مقابل میں کفر ہے۔ تو ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہمارے بھائی اس ضرر سے بچ سکیں اگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارا

ایک بھائی زہر کھا رہا ہے

اور ہم اسے روکتے نہیں۔ تو اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ یا تو ہمیں یہ حقیقت ہی معلوم نہیں۔ کہ زہر کیا چیز ہے۔ اور یا پھر ایسے بزدل اور کمینے ہیں کہ ایک بھائی کا نقصان دیکھ کر ہمارے اندر جوش نہیں پیدا ہوتا۔ ہر شخص کا ایک

حلقۂ اثر

ہوتا ہے اور طلباء کا بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے اپنے حلقۂ اثر میں ضرور تبلیغ کا فرض ادا کرنا چاہیئے ÷

عام اصول کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ اچھا بیج اچھا پودا اگاتا ہے اور برا بیج برا پودا۔ بسا اوقات اس کے الٹ بھی ہوتا ہے۔ مگر عام قاعدہ یہی ہے۔ اسی طرح یہ ہو سکتا ہے کہ ہماری جماعت میں بھی بعض کمزور ہوں لیکن عام قاعدہ یہی ہے کہ نبیوں کی جماعتوں میں

ترقی کی قابلیت

زیادہ ہوتی ہے۔ اگرچہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان میں سے بھی بعض گر جائیں۔ پس اگر ہماری قابلیت کے معیار سے لوگ گر جائیں۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ انہیں اوپر اٹھائیں۔ اپنے اندر یہ جذب پیدا کر کے دیکھ لو۔ ضرور اثر ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں۔ اب کافی وقت دے چکا ہوں۔ اور میری طبیعت بھی علیل ہے۔ اس کے علاوہ بعض نے اس گاڑی سے جانا بھی ہوگا۔ اس لئے میں اسی پر تقریر ختم کرتا ہوں۔ یا زندہ صحبت باقی۔ اللہ تعالےٰ نے چاہا تو کسی دوسرے موقعہ پر دوسری باتیں بھی بیان کروں گا

وباللہ التوفیق ÷

پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد

بخدمت گرامی جملہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان انجمنہائے (مقامی) صوبہ سرحد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کا سالانہ جلسہ زیر صدارت خانصاحب میاں فضل حق صاحب احمدی رئیس و جاگیردار تحصیل مردان بتاریخ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء بمقام مسجد احمدیہ شہر پشاور منعقد ہو کر حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں براہ مہربانی اپنی اپنی جماعتوں کو ان تجاویز سے مطلع فرما کر انکے مطابق عملدرآمد جاری فرماویں ÷

(۱) دعوت و تبلیغ کے کام کی ترقی اور کامیابی کے لئے ٹریکٹوں کا سلسلہ جاری کیا جائے جو وقتاً فوقتاً حسب ضرورت اردو و پشتو میں شائع ہو کر بحصہ رسدی صوبہ کی تمام انجمنوں کو برائے تقسیم بھیجے جائیں (۲) مذکورہ بالا ٹریکٹوں پر اشاعت سے پہلے مندرجہ ذیل عہدہ داروں میں سے کسی ایک سے نظر ثانی ضروری ہوگی۔ تاکہ کوئی قابل اعتراض امر شائع نہ ہونے پائے ÷

(ا) خانصاحب میاں فضل حق صاحب (آنریری مجسٹریٹ) پریذیڈنٹ

(ب) قاضی محمد شفیق صاحب ایم۔ اے (آنرز) وائس پریذیڈنٹ

(ج) مرزا اشرف علی خاں صاحب جنرل سکرٹری

(۳) پراونشل انجمن کی آمد کا نصف حصہ تبلیغی ذرائع کے مضبوط کرنے پر خرچ ہوگا ÷ (۴) احمدیہ جماعت کی تمدنی ترقی کے ضمن میں بیواؤں اور یتامیٰ کی دستگیری اور بے روزگاروں کی تلاش معاش میں کوشش کیجائے گی۔ احمدیوں کے باہمی رشتوں۔ ناطوں میں سعی کر کے جماعت میں قومیت کا رنگ پیدا کیا جائے گا۔ جو سلسلہ کی تقویت کا موجب ہوگا۔ اس غرض کے لئے مقامی اور پراونشل دونوں انجمنوں میں مناسب رجسٹر رکھے جائیں گے ÷ (۵) تمدنی ضروریات کے لئے پراونشل آمد کا ایک چوتھائی حصہ بطور "ریزرو فنڈ" جمع رہے گا جس میں سے بوقت ضرورت خرچ ہوگا ÷ (۶) بقیہ ایک چوتھائی حصہ آمد پراونشل انجمن کے دیگر مقاصد میں حسب ضرورت صرف ہوگا۔ (۷) قواعد انجمن سال گذشتہ کا فقرہ ۲ ضمن ۸ متعلق سائمن کمیشن منسوخ ہوا ÷ (۸) قواعد انجمن سال گذشتہ کا فقرہ ۵ متعلق اسسٹنٹ سکرٹریاں منسوخ ہو کر فقرہ ذیل مندرج ہوا۔ "ہر ایک انجمن کا پریذیڈنٹ یا امیر اپنی انجمن کیطرف سے بطور نمائندہ پراونشل کانفرنس کا ممبر ہوگا جو پراونشل اجلاس میں بذات خود حاضر ہوگا۔ الّا بحالت مجبوری اپنا قائم مقام بھیجے گا۔ جس کے ہمراہ پریذیڈنٹ یا امیر کی تحریر دربارہ نمائندگی ضروری ہوگی۔ اور اس ممبری سے کسی امیر یا پریذیڈنٹ کی مقامی حیثیت امارت یا پریذیڈنٹی پر کوئی مخالف تاثیر نہ پڑیگی"

(۹) قواعد انجمن سال گذشتہ کا فقرہ ۳ و ۴ منسوخ ہو کر انکی جگہ ذیل کا فقرہ مندرج ہوا۔ "حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (مندرجہ الفضل ۱۰ اگست و ۲۰ ستمبر ۱۹۲۹ء) ہر ایک مقامی انجمن ہر قسم کے مرکزی جمع شدہ چندوں میں سے دسواں حصہ ہر ماہ ۲۰ تاریخ سے پہلے پہلے پراونشل انجمن کو پہنچا دیگی" ÷ (۱۰) پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کی آمد کا تمام روپیہ پوسٹ آفس سیونگ بینک میں جمع ہوگا۔ اور ان رقوم کی وصولی وہ عہدہ دار کریگا۔ جنکو پریذیڈنٹ صاحب نامزد کرینگے ÷ (۱۱) تمام اخراجات کے بل پریذیڈنٹ صاحب منظور کیا کرینگے یا وہ عہدہ دار جو انکی طرف سے اختیار دار ہو ÷

(۱۲) پراونشل انجمن کا گوشوارہ حساب و دیگر کارگذاری ماہ بہ ماہ

اہم ملکی واقعات

اسمبلی کے آئندہ اجلاس کا ایجنڈا

اسمبلی کے آئندہ اجلاس کے لئے جو ایجنڈا تجویز کیا گیا ہے اس میں ایک وہ بل ہے۔ جو شاردا ایکٹ کی ترمیم کے لئے مولوی محمد یعقوب صاحب نائب پریسیڈنٹ اسمبلی پیش کرینگے۔

پبلک سیفٹی بل

سرکار کی طرف سے ۱۲ بل پیش کئے جاویں گے۔ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ان میں سے پبلک سیفٹی بل اب تک در پیش ہے۔ اور انکم ٹیکس کا ترمیمی بل جس کی سخت پڑتال کی جارہی ہے۔ دو بار مشتہر ہو چکا ہے۔ اور وہ آج کل دوسری سیلیکٹ کمیٹی میں پیش ہے۔

دیگر بلوں کے نام

دیگر بل جو اسمبلی کے گذشتہ سیشن میں منتخب کمیٹیوں کے سپرد کئے گئے تھے۔ اور جن پر اسی سیشن میں رپورٹیں پیش ہونے والی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ خطرناک ادویہ کا بل۔ ہندوستانی ریلوے لائنوں کے قانون کا ترمیمی بل۔ انڈین سیل آف گڈز بل۔ قانون معاہدہ کا ترمیمی بل۔ چھاؤنیوں میں رہائشی مکانات کے قانون کا بل۔

دو بلوں پر فوراً بحث ہوگی

اسمبلی دو بلوں پر بلا تاخیر غور و بحث شروع کرے گی۔ جن میں سے ایک پیٹنٹوں کے ڈیزائنوں کا بل ہے۔ اور دوسرا پراویڈنٹ (امدادی فنڈوں) کے قانون کا ترمیمی بل ہے۔ یہ کونسل آف سٹیٹ سے پاس ہو چکے ہیں۔

بھوک ہڑتال کا بل

دو نزاعی بل جو مشتہر ہو چکے ہیں۔ وہ یہ ہیں:- بھوک ہڑتال کے متعلق بل۔ بنگوشی اپیل انٹرویٹیٹر ایکٹ کی ترمیم کا دوسرا بل۔ دیگر بیس بل پیش ہونے والی منزل میں ہیں۔ علاوہ ازیں ۲۸ نئے بلوں کے پیش کرنے کے نوٹس مختلف ممبران اسمبلی کی طرف سے موصول ہو چکے ہیں ان میں سے ایک تو مولوی محمد یعقوب صاحب کا مذکورہ بالا بل ہے۔ دوسرا پنڈت موتی لال نہرو کا بل کھدر کی حفاظت کے متعلق ہے۔ جس کی غرض یہ ہے۔ کہ کھدر کی قانونی طور پر تعریف و تشریح معین ہو جائے۔ ایک اور مسٹر ایشور سرن کا ہے جسکا نام ہے۔ مجالس قانون ساز کے حقوق کا بل۔

شاردا ایکٹ کے متعلق از سر نو بحث شروع کرنیکے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ غیر سرکاری مسودات کی کثرت کی وجہ سے شاید اگلے اجلاس میں اس پر بحث نہ ہو۔

پنجاب کی خوشحالی

۱۲ ار نومبر ہز ایکسی لنسی گورنر پنجاب نے بمقام پاکپٹن ایک تقریر فرمائی۔ جس کا ضروری حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

پنجاب کی موجودہ خوشحالی کا سارا دارومدار نہروں کی اس توسیع پر موقوف ہے۔ جو اس صوبہ کے بڑے بڑے دریاؤں سے نکالی گئی ہیں۔ مندرجہ ذیل واقعات سے کسی حد تک آبپاشی کی توسیع کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سنہ ۸۶-۱۸۸۵ء سے پہلے پانچ سال کے اندر پنجاب کی نہروں سے آبپاش رقبہ کی اوسط (اس میں وہ رقبہ شامل نہیں۔ جو ہندوستانی ریاستوں میں ان نہروں سے آبپاش ہوتا تھا) صرف سترہ لاکھ ایکڑ تھی۔ سنہ ۱۹۰۰-۰۱ء تک جبکہ میں پہلی مرتبہ پنجاب میں آیا۔ یہ سالانہ اوسط باون لاکھ ایکڑ تک پہنچ چکی تھی۔ اور سنہ ۲۵-۱۹۲۴ء تک یہ اوسط ایک کروڑ نو لاکھ تک جا پہنچی۔ اب اس ترقی پر ایک دوسرے پہلو سے نظر ڈالئے سنہ ۱۹۱۱-۱ء میں سرکاری نہروں کی لمبائی سولہ ہزار تین سو پچپن میل تھی۔ سنہ ۲۵-۱۹۲۴ء کے اختتام پر یہ لمبائی انیس ہزار آٹھ سو چودہ میل تک پہنچ گئی۔ گویا دوسرے لفظوں میں اس نظام کے ماتحت اوسطاً ہر سال نہروں کی لمبائی میں ایک سو چالیس میل کا اضافہ ہوتا گیا۔ اگرچہ سنہ ۲۵-۱۹۲۴ء کے اختتام تک منفعت بخش نہری تعمیرات پر اکتیس کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ لیکن ان کی تیاری میں صوبہ پر کسی قسم کے غیر منفعت بخش قرضہ کا بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ اور آبپاشی کے متعلق تعمیرات سے جو آمدنی ہوتی ہے۔ وہ صوبہ کی سالانہ آمدنی کا سب سے زیادہ اہم اور مستقل حصہ ہے۔ اور محکمہ جات مفید خلائق کے نظم و نسق اور محکمہ مذکور کی توسیعات اور اصلاحات کے متعلق بازگشت خرچ کو پورا کرنے کے لئے ہمارا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ سرکاری اراضیات جو اس وقت تک مختلف نہری نو آبادیوں میں آباد کی گئیں یعنی جو آبادکاروں میں تقسیم کی گئیں۔ یا جن کے حقوق ملکیتی فروخت کئے گئے۔ ان کا رقبہ گذشتہ ستمبر تک چالیس لاکھ اٹھتر ہزار ایکڑ ہوتا تھا۔ جدید محالات نو ضلعوں میں واقع ہیں۔ یعنی لاہور جھنگ۔ گوجرانوالہ۔ لائل پور۔ شیخوپورہ۔ شاہ پور۔ گجرات منٹگمری اور ملتان۔ اس ترقی کے ساتھ ساتھ نئے نئے ضلعے نئی نئی سڑکیں۔ ریلیں۔ منڈیاں۔ کالج۔ سکول۔ ہسپتال زراعتی فارم۔ حیوانی شفاخانے اور تہذیب و ترقی کی وہ جملہ آسائشیں مہیا کی گئیں جو پنجاب کے دیہات میں بتدریج پھیل رہی ہیں۔ زمینوں کی یہ ترقی اکثر صورتوں میں آبادکاروں کے لئے ابر رحمت ثابت ہوئی۔ یا تو وہ ایک گنجان اضلاع میں نہایت تنگ دستی اور افلاس کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور یا اب ان وسیع رقبوں میں اپنے بال بچوں کے ساتھ ایک آرام اور عزت کی زندگی گذار رہے ہیں۔ اور اپنے وارثوں کے لئے ایک قابل رشک جائداد چھوڑ سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے فوج میں یا محکمہ سول میں اپنے ملک کی نمایاں خدمت کی ہے۔ اور اس کے عوض میں انہیں زمینیں ملی ہیں۔ ان کے لئے یہ زمینیں اس امر کا خوش کن نشان ہیں۔ کہ ان کی پبلک اور سرکاری خدمات کی قدر کی گئی ہے۔ پھر یہ اراضیات بہت سی صورتوں میں پنجاب کے ان زمیندار خاندانوں کے جانشینوں کی عزت و توقیر میں اضافہ کا باعث ہوتی ہیں جن کا نام صفحہ تاریخ میں نہایت تعظیم و تکریم سے یاد کیا جاتا ہے۔ بہت سے اشخاص کو جو اپنی جائداد اور یا بردی یا کئی اور وجوہات سے ضائع کر چکے تھے۔ دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا۔ اس کے علاوہ اس کا یہ اثر بھی ہوا ہے۔ کہ سرمایہ داروں کو اپنا روپیہ نفع پر لگانے کا ذریعہ ہاتھ آگیا۔ اور سب سے بڑھ کر تو یہ بے شمار کاشتکاروں کے لئے ایک ایسا ذریعہ مہیا ہو گیا۔ جہاں محنت کرنے والوں کو ان کی محنت کا کافی پھل مل جاتا ہے۔ جن بیچاروں کو پرانے ضلعوں کے محدود رقبوں میں کاشتکاری پر زمینیں حاصل کرنے کے لئے سخت مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ وہ اب اپنی محنت کر کے بخوبی زندگی بسر کرتے ہیں۔

محکمہ نہر اور محکمہ نو آبادی اور پنجاب کے زمینداروں نے ایک دوسرے کا ہاتھ بٹا کر جو ترقی ان زمینوں میں کی ہے۔ وہ اس قابل ہے۔ کہ صفحہ تاریخ میں سنہری حروف کے ساتھ لکھی جائے۔ بلکہ یہ وہ شاندار کارنامہ ہے جس میں سرکاری زمینوں کو سرکاری نگرانی میں عوام نے ملک کی بہتری کے لئے ترقی دی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ کوئی دوسرا ملک ایسی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ یہ ایک عظیم الشان شراکت اور ایک بھاری امانت کی کبھی نہ بھولنے والی داستان ہے۔

چھپن فیصدی کا مطالبہ کرنیوالوں کا جلوس

۲۴ ر نومبر مسلمانان لاہور نے دوپہر کے وقت چھپن فیصدی کمیٹی کے زیر اہتمام جلوس نکالا جس میں اسلامیہ کالج کے طلبا مسلمان میونسپل کمشنران۔ ایڈیٹر اخبارات اور دوسرے معززین بھی شریک ہوئے۔ جلوس کوچہ چابک سواراں سے چوہٹہ مفتی باقر خان۔ عقب مسجد وزیر خان۔ کشمیری بازار۔ ڈبی بازار۔ واٹر ورکس ہیرا منڈی۔ بازار حکیماں۔ بھاٹی دروازہ۔ چوک جھنڈا۔ چوک چکلا۔ چوک متی میں سے گذر کر باغ بیرون لوہاری دروازہ میں سے سید مٹھا موچی دروازہ کے باغ میں پہنچ گیا۔ جہاں ایک آخری تقریر کے بعد منتشر کر دیا گیا۔ تاکہ چار پانچ گھنٹے کے تھکے ہوئے شرکا جلوس نماز مغرب ادا کرنے کے بعد حبیبیہ ہال کے چھپن فیصدی مشاعرہ میں شریک ہو سکیں۔ ۲۲۵

چو طاقت ہمارے حقوق کی مخالفت کرے گی۔ وہ حکومت ہو یا کانگریس۔ ہم اس کے خلاف ہونگے۔ باقی رہا جھگڑا ...
موجود سارے جلوس کے دوران میں کوئی ناگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ معززین نے نہایت معقول اور مصالحت آمیز تقریریں کیں ...

جیسے آگ کی چھوٹی چنگاری کو، رکتوڑے سے قرض اور معمولی حقیر دشمن کو بھی خواہ وہ چھوٹے کیوں نہ ہوں۔ ہرگز ہرگز چھوٹے نہ سمجھنا چاہئے ویسے ہی چار مندرجہ ذیل بیماریوں کو بھی معمولی نہ سمجھ بیٹھئے دراصل یہی سب تکالیف کی جڑ ہیں۔

۱۔ زکام

زکام ہٹا نہیں یا بار بار ہوتا ہے تو خبردار ہو جائیے۔ اس سے کھانسی۔ بخار دمہ۔ تپ دق متعدد خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں یہ اس امر کی علامت ہے کہ جسم کمزور ہو رہا ہے اور قوی زائل ہو رہے ہیں اگر ایسا ہی ہے تو خیر ماکی منگا لیں یہ زکام کے لئے اکسیر ہے قیمت ۳۲ گولی ایک روپیہ نمونہ ۴ گولی ۴ر

اگر کھانسی تک نوبت پہنچ گئی ہو۔ تو اور بھی ہوشیار ہو جائیں۔ معمولی کھانسی۔ کی گولی کھانسی پاس رکھیں اگر نہ جائے۔ تو اکسیر بدن منگوالیں۔

قیمت گولی کھانسی ایک روپیہ عار

قیمت اکسیر بدن فی شیشی عہ نمونہ ۱۲ار

۲۔ قبض

قبض اس بات کی علامت ہے کہ جسمانی مکان کی نالی صاف نہیں ہوتی۔ دائمی قبض سے جسم میں ہر قسم کی بیماری گھر کر جاتی ہے۔ صرف قبض دور ہونے سے کتنی امراض خود بخود چلی جاتی ہیں۔ قبض کے مریض آرام جان منگوا کر استعمال کریں عجیب دوا ہے۔ نرم مزاج والے سکارا استعمال کریں!

قیمت آرام جان ۳۲ گولی ایک روپیہ عار

قیمت سکارا پانچ تولہ آٹھ آنہ عہ

۳۔ پیشاب کی کثرت

کمئی اصحاب دن میں بار بار پیشاب جاتے ہیں انہیں اس بات کا دھیان ہی نہیں کہ ذیابیطس پیش خیمہ ہے ذیابیطس بیس قسم کا ہوتا ہے اس میں دھات جانے کے علاوہ جسم شکر چونہ وغیرہ تحلیلات اجزاء زائل ہوتے ہیں اور اسکو کھوکھلا بنا دیتے ہیں دھات پتلی ہو کر نامرد تک ہو جاتی ہے کاربنکل وغیرہ بھی اسی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

گرم مزاج والے اکسیر ۱۶ قیمتی ۳۲ گولی للعہ ۸ گولی عہ نمونہ ۸ گولی ۴ر

اکسیر ۱۵ قیمتی ۳۲ گولی عار

اور

ذیابیطس والے شوگری قیمتی ۳۲ گولی للعہ روپے نمونہ ۸ گولی ایک روپیہ عہ

جریان منی والے اکسیر ۳۴ الف قیمت ۳۲ گولی عا نمونہ

ب قیمت عہ ۳۲ گولی عہ نمونہ عہ

استعمال کریں!

۴۔ دانت میلے رہنا

دانتوں کا میلے رہنا۔ بدہضمی کی علامت ہے انہیں میلا رہنے دینا آہستہ آہستہ متعدد امراض کو پیدا کرتا ہے دانتوں کی امراض مثلاً پیپ خون جانا وغیرہ نہ صرف قوت ہاضمہ ہی کو تباہ کرتے ہیں بلکہ ان کا زہر تمام جسم میں پھیل کر انتڑیوں خون اور جوڑوں میں کئی امراض پیدا کر دیتا ہے پائیوریا دانتوں کا خطرناک روگ ہے اس کے لئے پائیوریا سیٹ منگوائیں اور بدہضمی کے لئے کرکول استعمال کریں۔

قیمت پائیوریا سیٹ مبلغ آٹھ روپے

قیمت کرکول ۶۰ گولی عاکر ۱۲۰ گولی عہ

خط و کتابت و تار کیلئے پتہ امرت دھارا اعداہ لاہور

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

غور سے پڑھیئے

صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں عرق نور کی بابت اشتہار دیکھا ہوگا۔ امراض جگر جس کے باعث انسان کمزور چلنے پھرنے سے لاچار۔ ذرا سے کام سے دم چڑھ جانا کمی خون کمزوری عام۔ بدن سفید یا یرقان کی علامتیں ظاہر ہونا اشتہا کم۔ قبض وغیرہ کی شکایت۔ ان کے لئے "عرق نور" اکسیر ہے۔ اور امراض جگر کے لئے تریاق۔ موسمی بخار کے ایام سے پہلے اس کا استعمال کیا جائے۔ تو بخار نہیں ہوتا۔ مصفی خون اعلیٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ مریض کے لئے مفید ہے۔ ویسے ہی تندرست کے لئے مفید ہے۔ جس قدر عرق پیا جائے۔ اسی قدر خون صالح پیدا ہو کر چہرہ چمکتا ہے۔ بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ساتھ بھیجا جاتا ہے قیمت ایک بوتل وزنی گیارہ چھٹانک ایک روپیہ عہ

بانجھ پن اور اٹھرا کے لئے "عرق نور" مجرب المجرب ہے۔

اس کے استعمال سے ماہوار خرابی اور قلت خون درد وغیرہ دور ہو کر یہ دوائی قابل تولید بنا کر مراد حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ علاج کرا کر مایوس یا بدظن ہو گئے ہیں۔ تو آپ اس طرح کریں۔ کہ ایک اقرار نامہ پختہ کاغذ پر مصدقہ گواہاں تحریر کریں۔ کہ ہم موجود عرق نور کو مبلغ ... روپیہ بعد حصول اولاد ادا کریں گے۔ صرف خرچ ڈاک آپ کو دینا پڑیگا۔

نقد قیمت ... خوراک دوائی بعد شفاء قیمت للعہ روپے

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر

انڈیا اینڈ افریقہ قادیان

زراعتی آلات

اور

دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ انگریزی ہل۔ نیشکر کے بیلنہ جات۔ چارہ کترنے کی مشینیں (چاف کٹر) بادام روغن نکالنے اور قیمہ اور سیویاں بنانے کی بے نظیر نو ایجاد مشینیں۔ آہنی خراس (بیل چکی) ظہور طرز۔ دال طرز دچاولوں کی مشینیں دستی پمپ وغیرہ وغیرہ عمدہ اور کفایت مال خریدنے کیلئے ہمارے با تصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔ ہم سے سیدھا مال منگانے پر آپ کو بہت سے درمیانی منافعوں کی بچت رہیگی۔ ہمارے ہاں پیتل اور لوہے کی ہر قسم کی ڈھلائی کا کام بھی ہوتا ہے۔

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری بٹالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رقوم چندہ جلسہ سالانہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پچھلے سالوں کے چندے اور جماعتوں کی حیثیت کو مدنظر رکھ کر جماعت وار مقرر فرمائی ہیں۔ اور جن کی نسبت حضور کا ارشاد ہے تین چار دسمبر تک دفتر محاسب قادیان میں بھیجدی جائیں ؛

نمبرشمار	نام جماعت	رقم مقرر کردہ حضرت اقدس	نمبرشمار	نام جماعت	رقم مقرر کردہ حضرت اقدس	نمبرشمار	نام جماعت	رقم مقرر کردہ حضرت اقدس	نمبرشمار	نام جماعت	رقم مقرر کردہ حضرت اقدس	نمبرشمار	نام جماعت	رقم مقرر کردہ حضرت اقدس	نمبرشمار	نام جماعت	رقم مقرر کردہ حضرت اقدس
	ضلع گورداسپور میزان		۳۲	کڑی افغانان	۳	۶۴	بدوملہی	۳۵	۹۶	کوٹ رادھاکشن	۵	۱۲۷	تلونڈی کھجور والی	۱۵		ضلع شاہ پور میزان	
۱	قادیان کارکناں	۸۵۰	۳۳	گورداسپور	۳۰	۶۵	خانانوالی ۔ میانوالی	۳۵	۹۷	نواں پنڈ بیلداراں	۳۵	۱۲۸	وزیرآباد	۳۰	۱۵۹	سرگودہا	
″	″ لوکل	۲۰۰۰	۳۴	اوجلہ	۱۵	۶۶	نارہ وال	۲۵	۹۸	پٹی	۲۵	۱۲۹	لویری والہ	۱۰	۱۶۰	چک نمبر ۹ پنیاڑ	
۲	کھارہ	۲۵	۳۵	ببے ہالی	۵	۶۷	کھیوہ کلاں والہ	۲۶	۹۹	گنج (لاہور)		۱۳۰	اکال گڑھ	۱۰	۱۶۱	چک نمبر ۳۷ و ۴۰	
۳	ڈلہ	۱۴	۳۶	طالب پور بھنگواں	۴۰	۶۸	ڈیریاں والہ	۲۵	۱۰۰	سول لائن		۱۳۱	حافظ آباد	۲۵	۱۶۲	چک نمبر ۳۴	
۴	بٹالہ	۵۰	۳۷	غزنی پور	۵	۶۹	دھنی دیو	۷	۱۰۱	لجنہ اماء اللہ		۱۳۲	مانگٹ اونچے	۷۰	۱۶۳	چک نمبر ۷۱	
۵	دہرم کوٹ بگہ	۵۰	۳۸	لیل کلاں	۵	۷۰	جاگریاں	۳۹	۱۰۲	نیلا گنبد		۱۳۳	پیرکوٹ	۳۰	۱۶۴	چک نمبر ۷۸	
۶	وڈالہ بانگر	۱۰	۳۹	پٹھان کوٹ	۱۰	۷۱	چونڈہ	۳۰	۱۰۳	لنڈا بازار		۱۳۴	بریم کوٹ	۳۵	۱۶۵	چک نمبر ۳۵	
۷	دبجواں	۲۵	۴۰	قلعہ لال سنگھ	۵	۷۲	ٹھروہ	۱۰	۱۰۴	موچی دروازہ		۱۳۵	کوٹو تارڑ	۱۰	۱۶۶	چک نمبر ۹۴	
۸	اٹھوال	۵۰	۴۱	بہلول پور	۵	۷۳	بوبک مرالی	۱۰	۱۰۵	دہلی دروازہ		۱۳۶	پنڈی بھٹیاں	۱۰	۱۶۷	چک نمبر ۹۹	
۹	خان فتح	۵	۴۲	کلو سوہل	۵	۷۴	عینو والی	۵	۱۰۶	بھاٹی دروازہ		۱۳۷	تلونڈی راہ والی	۱۵	۱۶۸	چک نمبر ۹۸	
۱۰	علی وال جٹاں	۱۶	۴۳	چودہری والہ	۵	۷۵	ظفروال	۲۰	۱۰۷	مزنگ		۱۳۸	جالب بھیڑی شاہ رحمان	۵	۱۶۹	چک نمبر ۸۷ و ۷۹	
۱۱	سارچور	۱۵	۴۴	کلانور	۱۰	۷۶	گھنوکے کوٹ آغا	۴۰	۱۰۸	چھاؤنی		۱۳۹	کھیوے والی	۱۰	۱۷۰	سلاں والی	
۱۲	لودھی ننگل	۲۵	۴۵	ماڑی بچیاں	۱۵	۷۷	داعی والہ	۲۵		ضلع شیخوپورہ میزان	۳۸۱	۱۴۰	مدرسہ	۲۰	۱۷۱	بھیرہ	
۱۳	تیجہ کلاں	۵		ضلع سیالکوٹ میزان		۷۸	چندرکے گولے	۴۵	۱۰۹	شیخوپورہ	۱۰۰	۱۴۱	بھلوکے	۵	۱۷۲	ادرحمہ	
۱۴	چھچھہ	۵	۴۶	سیالکوٹ شہر	۳۲۵	۷۹	بھاگو وال	۲۰	۱۱۰	شاہدرہ	۵۰		ضلع لائل پور میزان		۱۷۳	مدھ رانجھا	
۱۵	ننگار ماچھیاں	۵۰	۴۷	″ چھاؤنی	۱۰	۸۰	بہلول پور	۲۵	۱۱۱	بھینی شرق پور	۲۰	۱۴۲	لائل پور	۱۰۰	۱۷۴	گھوگھیاٹ	
۱۶	دہرم کوٹ رندھاوہ	۱۳	۴۸	درگانوالی	۱۰	۸۱	کورو وال	۵	۱۱۲	چک چھور	۵۵	۱۴۳	دھنی دیو چک نمبر ۳۳	۴۶	۱۷۵	کوٹ مومن ۔ جوہی بہادر	
۱۷	ڈیرہ بابا نانک	۲۰	۴۹	کوٹلی ہرنرائن	۲۰	۸۲	منڈیکے بیریاں	۵	۱۱۳	کوٹ رحمت خان	۱۵	۱۴۴	چک نمبر ۱۴۵	۹	۱۷۶	مجوکہ	
۱۸	شاہ پور	۵	۵۰	ہیڈمرالہ	۱۵	۸۳	چھور	۲۳	۱۱۴	سید والہ	۱۵	۱۴۵	کھتو والی چک ۱۲۶	۶۰	۱۷۷	خوشاب	
۱۹	فیض اللہ چک	۶۰	۵۱	ادرا بھاگو پٹی	۱۵	۸۴	عینو باجوہ	۲۰	۱۱۵	پنڈی چری	۲۵	۱۴۶	گوجرہ	۴۰	۱۷۸	چک نمبر ۱۱۶	
۲۰	بھیں چک	۱۵	۵۲	سلاہتکے	۵	۸۵	ننگل رندھیر	۵	۱۱۶	ننکانہ صاحب	۶	۱۴۷	گوکھووال چک ۲۷۶	۵۲	۱۷۹	چک نمبر ۳۴ جنوبی	۵
۲۱	تھہ غلام نبی	۵	۵۳	رائے پور قادر آباد	۲۰		ضلع امرتسر میزان		۱۱۷	کرم پورہ	۵۰	۱۴۸	کلیان پور چک ۲۴۳	۳۵		ضلع جھنگ میزان	
۲۲	بازید چک	۵	۵۴	سمبڑیال	۵۵	۸۶	امرتسر	۴۲۵	۱۱۸	شاہ مسکین	۴۰	۱۴۹	جڑانوالہ	۳۷	۱۸۰	جھنگ	
۲۳	تلونڈی جھنگلاں	۴۰	۵۵	بگو وال	۵	۸۷	محلاں والہ	۱۰	۱۱۹	بیداد پور	۵	۱۵۰	چک نمبر ۵۵۹	۲۵	۱۸۱	شورکوٹ	
۲۴	سیکھواں	۲۵	۵۶	ڈسکہ	۷۵	۸۸	بھڈیار	۱۰		ضلع گوجرانوالہ میزان		۱۵۱	بہلول پور چک ۱۲۷	۲۵	۱۸۲	چنیوٹ	
۲۵	ہرسیاں	۱۵	۵۷	پسرور	۱۵	۸۹	بھوٹے وال	۱۵	۱۲۰	گوجرانوالہ	۲۰۰	۱۵۲	چک نمبر ۱۴۶ کھیوہ	۱۷	۱۸۳	بستی دریام کملانہ	
۲۶	دیال گڑھ	۱۰	۵۸	عزیز پور ۔ ستراہ	۴۶	۹۰	بھسہ	۱۰	۱۲۱	فیروزوالہ	۵۰	۱۵۳	چک نمبر ۱۹۵	۱۵		ضلع گوجرات میزان	
۲۷	گلاں والی	۱۳	۵۹	بن باجوہ	۲۲	۹۱	چک اسکندر	۵	۱۲۲	دونو والی	۱۰	۱۵۴	بھڑت چک ۱۳۸ چک ۲۸۵	۱۳ ۱۸	۱۸۴	گوجرات	
۲۸	بھیسر جیجی	۳۰	۶۰	دانہ زید کا	۳۶	۹۲	ٹرپئی	۱۵	۱۲۳	لقا پور	۱۰	۱۵۵	چک ۱۰۸	۱۰	۱۸۵	شیخ پور	
۲۹	بجول	۱۰	۶۱	گھٹالیاں	۷۰	۹۳	دوجو والی	۵	۱۲۴	سوہاوہ	۲۰	۱۵۶	لودھی ننگل	۶	۱۸۶	فتح پور	
۳۰	بیسری	۱۰	۶۲	قلعہ صوبا سنگھ	۲۰	۹۴	رعیہ بابا بکالہ	۵	۱۲۵	تترگری	۴۰	۱۵۷	چک ۵۶۵	۳۸	۱۸۷	دہیر کے کلاں	
۳۱	کاہنووان	۱۵	۶۳	مالو کے بھگت	[illegible]		ضلع ا[illegible]			چک [illegible]							

محمد بشیر الدین [illegible] قادیان [illegible] لاہور

کنجاہ	۰	۲۳۱	مردان	۱۷۵	۲۷۳	قصور	۵۰	۳۱۵	جہمٹ	۱۲	۳۵۷	روہڑی	۴۰	۳۹۹	سونگھڑا	۳۰
گولیکی	۴	۲۳۲	نوشہرہ	۱۰۰	۲۷۴	زیرہ	۵۴	۳۱۶	ملود	۵	۳۵۸	صوبو ڈیرہ	۱۵	۴۰۰	کیرنگ	۱۰۰
جبوکے سدوکے	۳۰	۲۳۳	مالاکنڈ	۴۲	۲۷۵	فرید کوٹ	۵	۳۱۷	چک لوہٹ	۱۵	۳۵۹	چک ۲۶۹ ج ب بڈھاکوٹ	۱۰	۴۰۱	بھدرک	۲۵
لنگے	۱۵	۲۳۴	پارسدہ	۷۰	۲۷۶	سکھانند	۵	۳۱۸	جگراؤں لائے پور	۵	۳۶۰	چک ۲۴۷ راوتیانی	۱۰	۴۰۲	کلکتہ	۲۰۰
چک سکندر	۳۰	۲۳۵	شب قدر	۱۵	۲۷۷	للیانی	۱۰	۳۱۹	مالیرکوٹلہ	۲۸۰	۳۶۱	کمال ڈیرہ	۵	۴۰۳	برہمن بڑیہ }	۸۰۰
جلال پور جٹاں	۵	۲۳۶	جمرود ایجنسی	۱۳۵	۲۷۸	لدھیکے نیویں	۱۵	۳۲۰	پٹیالہ	۶۰	۳۶۲	لاڑکانہ	۲۵	۴۰۴	پیر پیک شاہ }	
کڑیاں والہ	۷۵	۲۳۷	کوہاٹ	۱۳۰	۲۷۹	کھڑپڑاں	۱۰	۳۲۱	سنور	۳۵	۳۶۳	حیدرآباد سندھ	۵	۴۰۵	سنی پور	۵
گوڑیالہ	۵	۲۳۸	پارہ چنار	۱۵	۲۸۰	کوٹ کپورا	۶۰	۳۲۲	ہرجنس پور	۳۰	۳۶۴	کوئٹہ	۱۰۰	۴۰۶	اکولہ ۔ برار	۲۰
بھوا	۵	۲۳۹	میانوالی	۲۰	۲۸۱	ہوشیارپور	۱۵	۳۲۳	بیرادر	۱۵	۳۶۵	لورالائی	۱۰	۴۰۷	بمبئی	۵۰
کھاریاں	۷۰	۲۴۰	کسندیاں	۱۵	۲۸۲	ماہل پور	۱۰	۳۲۴	بنوڑ	۵	۳۶۶	مستونگ	۵	۴۰۸	حیدرآباد دکن	۷۰۰
لالہ موسےٰ	۷۰	۲۴۱	سرائے نورنگ	۲۵	۲۸۳	بیگم پور جنڈیالہ	۵	۳۲۵	راج پور	۵	۳۶۷	میرٹھ	۳۸	۴۰۹	عثمان آباد	۱۴
تہال	۳۰	۲۴۲	عیسیٰ خیل	۱۵	۲۸۴	پھمبیاں	۲۰	۳۲۶	سرہند	۱۰	۳۶۸	اچنولی	۵	۴۱۰	وینگلور	۵
لکوالی	۱۰	۲۴۳	بنوں	۵۰	۲۸۵	صرینہ دیال	۵	۳۲۷	غوث گڈھ	۴۰	۳۶۹	سہارنپور	۲۴	۴۱۱	سکندرآباد	۳۰۰
پوڑانوالہ اسماعیلہ	۱۵	۲۴۴	ڈیرہ اسمٰعیل خاں	۳۰	۲۸۶	سرشت پور بیرم	۲۰	۳۲۸	خان پور	۳۰	۳۷۰	ڈیرہ دون	۲۵	۴۱۲	یادگیر	۱۲۵
گھیڑ	۲۵	۲۴۵	ملتان	۱۲۳	۲۸۷	اجمیر	۲۰	۳۲۹	دھوری	۵	۳۷۱	ڈاک پتھر	۱۵	۴۱۳	پونہ	۲۰
جوڑہ کرنانہ	۵	۲۴۶	علی پور	۲۳	۲۸۸	اہرانہ	۲۰	۳۳۰	سامانہ	۶۰	۳۷۲	مضوری	۴۰	۴۱۴	اوٹکور	۶۰
کھوکھر	۳۵	۲۴۷	لودھراں	۱۱	۲۸۹	کاٹھگڈھ	۳۵	۳۳۱	نابھہ	۲۶	۳۷۳	مظفرنگر	۱۰	۴۱۵	محبوب نگر	۴۰
ہسووالی	۵	۲۴۸	شتاب گڈھ	۳۰	۲۹۰	حسن پور	۱۵	۳۳۲	رائے پور	۱۰	۳۷۴	مرادآباد	۲۰	۴۱۶	کنانور	۶۰
ڈنگہ	۳۰	۲۴۹	قتال پور	۵	۲۹۱	سرڈوعہ	۴۰	۳۳۳	سنگرور	۲۰	۳۷۵	چندوسی	۵	۴۱۷	کالی کٹ	۳۵
ہیلاں	۱۵	۲۵۰	دیواسنگھ	۱۰	۲۹۲	بیرم پور	۱۰	۳۳۴	جیند	۵	۳۷۶	رام پور	۱۰	۴۱۸	پنگاڑی	۳۰
مونگ	۴۰	۲۵۱	سلارواہن	۱۰	۲۹۳	گڑھشنکر	۵	۳۳۵	بٹھنڈہ	۱۰	۳۷۷	فیض آباد	۱۰	۴۱۹	کوڈالی	۵
سعداللہ پور	۵	۲۵۲	میلسی	۵	۲۹۴	پنام	۱۰	۳۳۶	نڑوانہ	۵	۳۷۸	بریلی	۶۰	۴۲۰	مدراس	۳۰
رسول	۵	۲۵۳	بہاولپور	۲۵	۲۹۵	نادون بیرسٹر	۱۵	۳۳۷	پائل	۳۰	۳۷۹	شاہجہان پور	۸۰	۴۲۱	بنگلور	۶۰
بارموسیٰ	۹	۲۵۴	اوچ	۱۴	۲۹۶	پھگلانہ	۲۵	۳۳۸	برنالہ	۱۰	۳۸۰	علی گڈھ	۵۰	۴۲۲	شیموگہ	۵۵
جہلم	۱۰۰	۲۵۵	احمدپور سمہ	۱۰	۲۹۷	مٹھیانہ	۵	۳۳۹	انبالہ	۱۲۰	۳۸۱	شاہ آباد	۱۲	۴۲۳	کرنول	۳۰
چکوال	۲۵	۲۵۶	مظفرگڈھ	۳۰	۲۹۸	پالم پور	۱۰	۳۴۰	کمووال	۶	۳۸۲	آگرہ	۴۰	۴۲۴	رنگون	۵۰
دولمیال	۵۰	۲۵۷	لیہ	۵	۲۹۹	کاٹھاں	۱۵	۳۴۱	شملہ	۱۰۰	۳۸۳	جے پور	۳۰	۴۲۵	مگوئی	۱۰
رہتاس	۷	۲۵۸	بہاولنگر	۵	۳۰۰	جالندھر چھاؤنی	۲۰	۳۴۲	دہلی	۲۰۰	۳۸۴	جودھپور	۱۵	۴۲۶	مانڈلے	۱۲۵
بھونچال کلاں	۵	۲۵۹	ڈیرہ غازیخان	۱۰۰	۳۰۱	" شہر	۱۵	۳۴۳	بلب گڈھ	۱۵	۳۸۵	بھوپال	۱۰	۴۲۷	توپ خانہ ۱۴۷	۲۰
ہسولہ	۲۰	۲۶۰	کوٹ قیصرانی	۳۰	۳۰۲	کپورتھلہ	۳۰	۳۴۴	حصار	۱۵	۳۸۶	اٹاوہ	۵	۴۲۸	آسٹریلیا	۳۰
پنڈدادنخاں	۵	۲۶۱	منٹگمری	۶۶۵	۳۰۳	حاجی پورہ	۵	۳۴۵	رہتک	۳۵	۳۸۷	ساگر	۱۰	۴۲۹	سیلون	۱۰۰
راولپنڈی	۲۲۵	۲۶۲	چک نمبر ۶	۱۵	۳۰۴	کریام	۶۰	۳۴۶	کرنال	۳۰	۳۸۸	کانپور	۳۰	۴۳۰	مارشیس	۱۰۰
کوہ مری	۴۰	۲۶۳	چک نمبر ۵۵ محمود پور	۳۵	۳۰۵	راہوں	۱۸	۳۴۷	جموں	۵۰	۳۸۹	قائم گنج	۱۰	۴۳۱	جدہ	۵۰
چنگا بنگیال	۱۵	۲۶۴	پاک پٹن	۵۰	۳۰۶	کریم پور	۱۰	۳۴۸	کوٹلی تھگراں	۱۰	۳۹۰	لکھنؤ	۵۰	۴۳۲	بغداد	۲۰۰
ہزارہ ۔ ایبٹ آباد	۳۰	۲۶۵	گوگیرہ	۲۶	۳۰۷	بنگہ	۶۰	۳۴۹	یاڑی پورہ	۳۰	۳۹۱	الہ آباد	۳۰	۴۳۳	نیروبی	۵۰۰
داتہ	۲۰	۲۶۶	اوکاڑہ	۲۵	۳۰۸	برام	۵	۳۵۰	سری نگر	۲۵	۳۹۲	جھانسی	۱۰	۴۳۴	ممباسہ	۱۳۰
مانسہرہ	۲۵	۲۶۷	عارف والہ	۳۰	۳۰۹	لنگروعہ	۱۵	۳۵۱	نامسنور	۳۵	۳۹۳	مسکرا	۳۰	۴۳۵	میسورہ	۷۰
بالاکوٹ وحصاری	۸۰	۲۶۸	چک نمبر ۱۳۰ محمدیانوانہ	۷۰	۳۱۰	اوڑ	۱۸	۳۵۲	گلگت	۱۰	۳۹۴	بھاگلپور	۱۰۰	۴۳۶	کمپالہ	۱۰۰
کیمبل پور	۲۱	۲۶۹	چیچاوطنی	۵	۳۱۱	گہلن صریح	۶۰	۳۵۳	بندہ پور	۱۰	۳۹۵	مونگھیر	۳۰	۴۳۷	زنجبار	۵۰
ادھوال	۱۵	۲۷۰	رینالہ سٹیٹ	۳۴	۳۱۲	لگیری	۱۶	۳۵۴	سلواہ	۱۰	۳۹۶	بٹیاہ	۵	۴۳۸	آبادان	۱۲۴
								۳[illegible]	[illegible]	۲۰	۳۹۷	آرہ	۱۰	۴۳۹	ٹانگانیکا دارالسلام	۹۰

پتہ نوٹ فرمالیں۔ اشتہار دوبارہ شائع نہیں ہوگا۔

مفت

تنگدستی اگر نہ ہو غالب — تندرستی ہزار نعمت ہے

اطبائے عالم کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ سو بوند گھی کھانے سے ایک بوند خون پیدا ہوتا ہے۔ اور سو بوند خون سے صرف ایک قطرہ جوہر بنتا ہے۔ دراصل یہی جوہر آبحیات ہے۔ تندرستی اور عیش و آرام کی زندگی وہی شخص حاصل کرسکتا ہے جو آبحیات کی نعمت سے مالامال ہو۔ جسم میں آبحیات کی کمی واقع ہونیکے باعث انسان تمام بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بدقسمتی سے زمانہ حاضرہ میں جسم کے قیمتی جواہرات مختلف بیماریوں سے ضائع ہو کر تندرستی کی نعمت سے انسانکو محروم ہی نہیں کررہے۔ بلکہ انسانی طاقت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچارہے ہیں:

تندرستی کے قدر دانو!

محافظ آبحیات کے موجد نے انسانی ہمدردی کے جذبہ سے متاثر ہو کر دنیا کی تمام عزیز ترین چیزوں سے کنارہ کشی حاصل کرکے اپنی ان تھک کوششوں کو جاری رکھکر چند حکماء اور ماہر فن حضرات کے مشورہ سے کیمیائی طریقہ پر محافظ آب حیات جیسی نایاب دوا ایجاد کرنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔

محافظ آبحیات کے استعمال سے اعضائے رئیسہ کو بے انداز طاقت پہونچتی ہے۔ اور لاکھ بات کی ایک بات کہ بغیر ضرورت کے بے بہا قیمتی گوہر ضائع نہیں ہوتے۔ جسم میں طاقت اور چہرہ پر رونق شباب لانا اس دوا کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ اگر آپ کے دل میں واقعی مرد کامل بننے کی تڑپ موجود ہے۔ اگر آپ پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے خواہاں ہیں۔ اور کسی حالت میں شکست اٹھانا گوارا نہیں کرتے۔ اور ساتھ ہی تندرستی کی دولت سے مالامال ہونا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی

کارخانہ ایم۔ اے صوفی اینڈ کو۔ راجہ بازار۔ راولپنڈی

سے ایک روپیہ (عدم) میں ۲۱ خوراک کا ایک ڈبہ قیمتی پانچ روپیہ مفت طلب فرمایئے۔ اگر فائدہ نہو۔ تو حلفیہ آنے پر ایک روپیہ واپس۔ پھر نہ کہنا۔ خبر نہ ہوئی۔

روح زندگی

آجکل اخباری دوائی اسقدر مشتبہ نظروں سے دیکھی جاتی ہے کہ کوئی واقعی اکسیر بھی ہو۔ تو اسے جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔ مگر پبلک تک آواز پہنچانیکا کوئی اور ذریعہ سوائے اشتہار کے ہے نہیں۔ آپ سے صرف اسقدر گزارش ہے۔ کہ جہاں آپنے بہت سی ادویات کا استعمال کیا ہے ایک تجربہ یہ بھی سہی۔ امید ہے۔ کہ آپ فیصلہ کرسکیں گے۔ کہ تمام ادویات اشتہاری بیکار ہی نہیں ہوتیں۔ اسلئے طاقت کو بڑھانیکے واسطے۔ دماغ کو تروتازہ رکھنے کیلئے غرض یہ کہ اتنے فائدے ہیں جنکو آپ اس تھوڑے مضمون اشتہار سے سمجھ گئے ہونگے۔ اسلئے روح زندگی ضرور استعمال کریں نہایت زود اثر دوائی ہے۔

کمزوری کی کیسی ہی شکایت ہو۔ انشاء اللہ بارہ خوراک میں بالکل رفع ہو جائیگی۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت فی شیشی مع خرچ ڈاک وغیرہ عہ

مینیجر دواخانہ روحانی عملیاتی پلیڈر۔ رجسٹرڈ انارکلی لاہور

نوٹ:۔ اس کے علاوہ ہر مرض کا علاج کیا جاتا ہے۔ جواب کے واسطے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

ضرورت ہے

امیدواروں کی۔ جو ٹیلیگراف۔ سگنلر۔ ڈ سٹیشن ماسٹری کا کام ریلوے۔ گورنمنٹ و محکمہ نہر۔ کی ملازمت کیلئے سیکھنا چاہیں کرایہ ریل کالج دیگا۔ قواعد ۲ آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں:

رائل ٹیلی گراف کالج دہلی

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ لاہور

سے عمدہ عمدہ بندوقیں۔ رائفلیں۔ ریوالور۔ پستول۔ کارتوس۔ نہایت سستی قیمتوں پر طلب فرمایئے۔ اسلحہ پر معقول کمیشن۔ لسٹ مفت طلب فرمایئے

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ مال روڈ لاہور

مجھے رشتہ کی ضرورت ہے

دو احمدی لڑکیوں کیلئے جو ورنیکلر مڈل پاس کرچکی ہیں اور اب ٹریننگ اسکول میں داخل ہونیوالی ہیں۔ علاوہ ترجمۃ القرآن و کتب حضرت مسیح موعود کے عربی۔ فارسی۔ انگریزی پڑھ سکتی ہیں۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکے احمدی سالیم تعلیمیافتہ تندرست۔ برسرروزگار۔ باکاروبار صوبہ یو۔ پی۔ دہلی۔ یا قادیان کے رہنے والے ہوں۔ لڑکیوں کی عمر ۱۷ یا ۱۴ سال ہے۔ خط و کتابت بعد تصدیق مقامی سکریٹری پتہ ذیل پر ہونی چاہیئے۔ بمقام تحصیل سودھا۔ ضلع ہمیرپور (یو۔ پی)

محمد نصیر الدین گرداور قانونگو

لاہور میں عینکوں کی بہت بڑی دکان

ہمارے ہاں ہر قسم کی عینکیں بنائی جاتی ہیں۔ عینک لگانے سے بینائی قائم رہتی ہے۔ یہاں پر تشریف لانے سے آپکو بہت بڑے فائدے پہونچینگے۔ بغیر فیس کے آنکھ کا معائنہ کرکے عمدہ مضبوط بالکل فٹ اور بارعایت اور مقابلتاً ارزاں قیمت پر عینک دیں گے۔ دیگر دھوپ اور آندھی کے بچاؤ کیلئے ٹھنڈے اور اصلی چشمے بہانے منگوائیں۔ جو صاحبان ہمارے ہاں سے ایک دفعہ چشمہ خرید چکے ہیں۔ وہ ہماری محنت کی قدر اچھی طرح جانتے ہیں۔

نوٹ:۔ مصنوعی آنکھوں کے آنے ولایتی ہر سائز و ڈیزائن مطابق آنکھوں کے فٹ کرتے ہیں:

شیخ امیر الدین اینڈ سنز اوپٹیشن لوہاری منڈی لاہور

بواسیر کی مرض جڑ سے کٹ گئی

خداوند کریم پر بھروسہ رکھتے ہوئے صرف ہماری دوائی برائے دافع بواسیر استعمال کریں۔ نہایت زود اثر۔ مفید اور شفابخش دوائی ہے۔ بواسیر خونی ہو یا بادی۔ نئی ہو یا پرانی۔ ایک ہفتہ کے اندر کافور ہو کر کا سکے۔ مرض جڑ سے اکھڑ جاتی ہے پرہیز بھی معمولی۔ قیمت صرف ایک ہفتہ کی خوراک کیواسطے ایک روپیہ بارہ آنے

وزیر معرفت شیخ محمد الدین صاحب محلہ شیخاں

بازار جوڑے موری۔ اندرون شاہ عالمی دروازہ لاہور

ہندوستان کی خبریں!

——— نشی گنج - ۲۱ نومبر - کالی دیوی کے مندر میں داخل ہونے کا حق حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹر سدھنی موہن داس رکن بنگال کونسل کی بیوی کے زیر قیادت پانچ صد نام نہاد شودر خواتین کا ایک جلوس کالی کے مندر کے دروازے پر پہنچا۔ مہنت نے مندر کے دروازے بند کر لئے۔ عورتوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور استدعا کی۔ کہ ہمیں پرنام اور پوجا کر لینے دو۔ اس نے اس استدعا کو مسترد کر دیا۔ بہت دیر بیٹھے رہنے کے بعد جلوس پر امن طریق سے واپس ہو گیا ؛

——— بمبئی - ۲۲ نومبر - وائیکونٹ پیل سابق وزیر ہند آج ڈاک کے جہاز "راجپوتانہ" سے ساحل بمبئی پر اترے۔ آپ نے بیان کیا۔ کہ میرے اس سفر کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ میں ہندوستان کی سیاسی صورت حال کا مطالعہ کر سکوں ؛

——— لاہور - ۲۲ نومبر - آج عدالت عالیہ لاہور کے بنچ کے روبرو مسٹر رام گوپال اور پروفیسر اندر (خلف شردھانند) ایڈیٹر و پرنٹر اور پبلشر "ارجن" دہلی کے خلاف توہین عدالت کا مقدمہ پیش ہوا۔ انہوں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کے ڈاکٹر ستیہ پال کو سزائے قید و جرمانہ دینے پر ایک تنقیدی مقالہ لکھا تھا۔ سرکاری وکیل کی تقریر کے بعد وکیل ملزمین نے اس مقالے پر اظہار افسوس کرتے ہوئے غیر مشروط معافی مانگ لی۔ اس لئے مقدمہ کے اخراجات کے لئے رام گوپال کو دو صد روپیہ اور پروفیسر اندر کو پچاس روپے جرمانہ کر کے چھوڑ دیا گیا۔

——— کلکتہ - ۲۲ نومبر - مسرز شاویلس کمپنی کے کارخانہ یونائیٹڈ فلور ملز میں آگ لگ گئی۔ کارخانہ کا نصف حصہ تباہ ہو گیا۔ ایک لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔

——— کلکتہ - ۲۲ نومبر - ہفت روزہ جریدہ "سوادھنتا" کے مدیر مسٹر سرت دت بدیں الزام ماخوذ ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے اخبار میں باغیانہ مضمون لکھا۔ ملزم نے چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا۔ ایک ایسا مضمون لکھ کر میں نے صرف اپنا فرض ادا کیا ہے۔ مجھے عدالت سے انصاف کی کوئی توقع نہیں۔ اس لئے میں کوئی صفائی پیش نہیں کرونگا ؛

——— شہر سیالکوٹ میں کھیلوں کی اشیاء کے کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں نے جو تاحت تیار کیا کرتے تھے۔ اس بنا پر ہڑتال کر رکھی ہے۔ کہ ان کی اجرتیں کم کر دی گئی ہیں۔ ہڑتال کو دو ہفتے سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔ مزدور اپنے مطالبے پر ڈٹے ہوئے ہیں ؛

——— میانوالی - ۱۹ نومبر - سردار اروڑ سنگھ نے جسے ۱۹۱۴ء میں عمر قید کی سزا ہوئی تھی۔ اور ۷ اکتوبر کو میانوالی جیل سے رہا ہوا تھا۔ حکومت پنجاب کے پاس ایک درخواست دی ہے۔ کہ میری نقل وحرکت پر جو پابندیاں عائد کی گئی ہیں وہ ایسی ذلت آمیز ہیں۔ کہ اب میں ان کو برداشت نہیں کر سکتا میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ ان قیود کی خلاف ورزی کروں گا اور اس کے نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ حکومت کو اختیار ہے۔ کہ جو چاہے۔ کرے ؛

——— کشمیر - ۲۱ نومبر - مہاراجہ کشمیر نے سیلاب زدوں کی امداد کے لیے ۷ ہزار روپیہ مالیہ اراضی معاف کیا۔ اور سولہ ہزار روپیہ بطور تقاوی تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ بطور خیرات بھی کچھ رقم منظور کی ہے۔ نیز آئندہ خطرات سے بچنے کے لئے دریائے چناب کی روانی کو دوسری طرف بدلنے کی کارروائی کی جا رہی ہے۔ میرپور کے پاس ایک نہر تعمیر کرنے کے لئے اسٹی میٹ تیار ہو رہا ہے۔

——— لاہور - ۱۹ نومبر - حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ ۲۱ دسمبر ۱۹۲۹ء کو پنجاب یونیورسٹی کا جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوگا۔ اس لئے اس روز لاہور کے تمام سرکاری دفتروں کو تعطیل منانی چاہیئے ؛

——— کولمبو - ۲۰ نومبر - ڈاکٹر ولڈو نوف جو ایک مشہور سائنسدان اور بوڑھوں کو نوجوان بنانے کے فن میں خاص کمال رکھتے ہیں۔ کولمبو پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ میرا مقصد حیات یہ ہے۔ کہ اپنی زندگی میں دیکھ لوں۔ کہ میرا طریق علاج تمام دنیا میں رائج ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ انسان ایک سو پانچ سال تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اور اگرچہ موت پر فتح پانے کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ لیکن انسان ان میں کبھی کامیاب نہیں ہوگا ؛

——— لاہور - ۲۴ نومبر - انگلو ویدک ہائی سکول کے ایک چپڑاسی رام کی سرائے واقعہ رام گلی میں تین دھماکوں کی آواز سنائی دی۔ بہت سا دھواں دیکھ کر لوگوں کو خیال پیدا ہوا۔ کہ آگ لگ گئی ہے۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ آگ نہیں لگی۔ اور وہاں سے گندھک کی بو آ رہی ہے۔ اس پر پولیس کو خبر کی گئی ہے۔ تمام اعلےٰ پولیس افسر موقع واردات پر پہنچ گئے سرائے کے ایک کمرہ میں دو بنگالی بے ہوش پائے گئے۔ پولیس کے آنے پر ایک کو ہوش آگیا۔ اس نے کہا۔ کہ ہم مقدمہ سازش لاہور کے سلطانی گواہ کا بیان سننے کے لئے یہاں آئے تھے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ بم بنا رہے تھے۔ اور بنانے کے دوران میں آتشگیر مادے پھٹ گئے۔ انہوں نے پولیس کے سامنے بیان دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ ہمارا مقصد فوت ہو چکا ہے۔ ہم اب عدالت کے سامنے ہی بیان دیں گے۔ پولیس دونوں کو گرفتار کر کے لے گئی ؛

——— میرٹھ - ۲۲ نومبر - مسٹر ملزوائٹ سپیشل مجسٹریٹ نے آج صبح سازش کے مقدمہ میں ملزمان کے بیانات قلمبند کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ اکثر ملزمان نے سشن کی عدالت میں سماعت کے وقت تک اپنے اپنے بیانات محفوظ رکھے ؛

ممالک غیر کی خبریں!

——— رگبی - ۲۰ نومبر - وزیر خارجہ نے دارالعوام میں بیان کیا۔ کہ میں بہت جلد برطانیہ کے جدید سفیر متعینہ افغانستان کا نام لے سکوں گا۔ کابل کے برطانی سفارت خانہ کی عمارت بہت زیادہ مرمت طلب ہے۔ اور اس کی مرمت موسم سرما میں نہیں ہو سکتی۔ اس لئے شائد ملک معظم کے نمائندہ افغانستان کی روانگی کچھ عرصہ تک ممکن نہ ہو سکے۔

——— رگبی - ۲۰ نومبر - سررشتہ تجارت ماور اءالبحر کا اعلان ہے۔ کہ مسٹر اسمانڈادوی روس میں برطانیہ کے سفیر مقرر ہوئے ہیں۔ روس کے ساتھ تجارت کے متعلق جو شرکتیں یا افراد معلومات حاصل کرنا چاہیں۔ وہ مسٹر موصوف سے خط وکتابت کر سکتے ہیں۔

——— لندن - ۲۰ نومبر - پارلیمنٹ میں فلسطین کے متعلق سوالات کا جواب دیتے ہوئے نائب وزیر مستعمرات نے بیان کیا۔ کہ پولیس کے افسر اعلےٰ کو ملک معظم کا تمغہ پولیس عطا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس نے بتاریخ ۲۴ اگست تن تنہا ایک مسلح ہجوم کو روک کر بہادری کا ثبوت دیا۔ اور یہودیوں کو مزید حملوں سے بچا لیا ؛

——— یافہ - ۲۰ نومبر - ایک یہودی کو دو عربوں کے قتل کے جرم میں سزائے موت دی گئی ہے۔

——— رگبی - ۱۹ نومبر - برطانیہ اور شمالی امریکہ کے درمیان بحری تاروں کے ایک کوڑی سلسلے ہیں۔ جن میں سے نصف بھونچال کی وجہ سے ٹوٹ گئے ہیں۔ ان کی مرمت غیر معمولی عجلت کے ساتھ ہو رہی ہے۔ پیغامات کی ترسیل دوسرے راستوں سے برابر ہو رہی ہے۔ تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ بحر اطلانٹک کے تاروں کو زلزلے کی وجہ سے نقصان پہنچا ؛

——— لندن - ۲۱ نومبر - آج سینٹ ہانڈ سٹریٹ میں ایک جوہری کی دکان پر ڈاکہ کی واردات ہوئی۔ ڈاکو ایک تیز رفتار موٹر میں آئے۔ جوہری کی دکان کے سامنے یکایک موٹر روکی۔ اور فی الفور ایک کھڑکی توڑ کر تین موتیوں اور لعل کے ہار لے کر فرار ہوئے۔ تعاقب پر اس مقام کے گرد و نواح میں خالی موٹر ملی۔

——— رگبی - ۲۰ نومبر - پارلیمنٹ کے ایک سوال کے جواب میں چانسلر نے ایک تحریری جواب کے دوران میں لکھا ہے۔ کہ برطانیہ نے قرضہ جنگ کے متعلق جو اس کے ذمے واجب الادا ہے۔ ممالک متحدہ امریکہ کو متحدہ قرضہ جنگ کی چودہ کروڑ انسٹھ لاکھ پچیس ہزار پونڈ کی دستاویزیں دے دی ہیں ؛

——— لندن - ۲۰ نومبر - طیاروں کا ایک اس قسم کا بیڑہ تیار ہو رہا ہے جن میں متعدد کمرے ہونگے۔ اور ریلوے گاڑیوں کی مانند سونے کا کمرہ۔ تمباکو پینے کا کمرہ۔ ہوٹل وغیرہ سامان آرائش سے آراستہ ہونگے۔ یہ بیڑہ شاہی ملکہ ہوائی کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ [illegible]